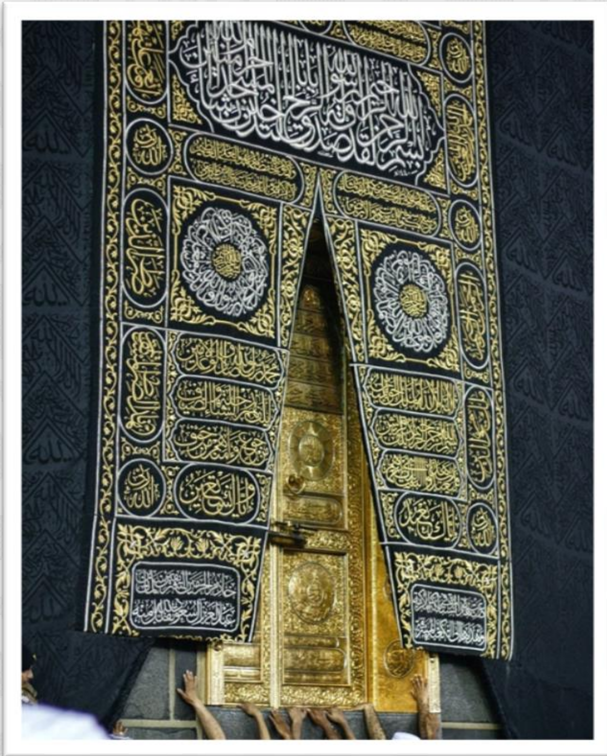
مسز ناصر کی کہانی، مسز ناصر کی زبانی

امۃ الباری ناصر



ادارہ الفضل آن لائن لندن



جشن صد سالہ تشکر لجنہ اماء اللہ کے موقع پر

ادارہ الفضل آن لائن کی 19 ویں کاوش

ربنا تقبل منا







مسز ناصر کی کہانی، مسز ناصر کی زبانی

مضمون نگار: امۃ الباری ناصر

مرتبہ: سید عمار احمد

ادارہ الفضل آن لائن لندن

رابطہ کرنے کے لیے

ویب سائٹ: www.alfazlonline.org

ای میل ایڈریس: info@alfazlonline.org

editor@alfazlonline.org

فون نمبر: +44 79 5161 4020

+44 73 7615 9966

آن لائن ایڈیشن

پہلی شعاع

یہ ایمان افروز داستان ایک مایہ ناز قلمکار مسز ناصر (امۃ الباری ناصر) کی محررہ ہے جو ایک اخلاص میں ڈوبی ایک اور مسز ناصر (برکت ناصر) کی ہے۔ ادارہ الفضل بالعموم دو اقساط پر مشتمل مضمون کو کتابی شکل میں شائع نہیں کرتا لیکن لجنہ اماء اللہ پوری دنیا میں صد سالہ جشن منانے جا رہی ہے۔ اس لئے ایسی خواتین کا ذکر ضروری ہے جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں لجنہ کی ابتدائی قربانی کرنے والی چودہ ممبرات سے وافر حصہ پایا ہے۔ کیونکہ ان دونوں مسز ناصر کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے صدر لجنہ کراچی آپا سلیمہ میر کے بازو قرار دیتے ہوئے فرمایا تھا "(یہ دونوں) اپنے اپنے دائرے میں غیر معمولی خدمات سرانجام دے رہی ہیں"

(کتاب ہذا صفحہ 1)

اس موصوفہ کا ذکر کتابی شکل میں ادارہ کی طرف سے اس لئے بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ادارہ الفضل نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش پر ہماری تعلیم پر ملفوظات کی دس جلدوں سے 45 اقساط میں اقتباسات پیش کئے جو بعد میں کتاب تعلیم کے نام پر کتابی شکل میں قارئین کے سامنے پیش کر دی گئی۔ جو الفضل آن لائن کی ویب سائیٹ https://www.alfazlonline.org/adaraykikutub/ پر موجود ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس مبارک خواہش پر موصوفہ نے بھی قلم اٹھایا اور ایک مختصر کتابچہ تیار کر رکھا ہے۔

مسز ناصر ملک نے مسز ناصر قریشی (امۃ الباری ناصر) سے نثر اور شاعری سے حصہ پایا ہے اور دونوں اپنے نام رہتی دنیا تک زندہ چھوڑ رہی ہیں فجزاہ اللہ تعالیٰ

ہم میں سے ہر ایک خلیفہ وقت، اپنے بزرگوں اور عزیز و اقارب کی دعاؤں کی چھاؤں میں پل رہا ہے۔ بڑھا ہو رہا ہے بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ ہم اپنے مرحوم و مغفور بزرگان، خلفاء، مسیح موعودؑ، نبی پاکؐ اور دیگر انبیاء کرام کی دعاؤں کے بھی وارث ہیں اور ان کی دعاؤں کی قبولیت کی برکات سے حصہ رسدی پا رہے ہیں تو غلط نہ ہو گا۔ موصوفہ برکت ناصر خلفاء کرام، حضرت غلام رسول راجیکیؓ اور اپنے بزرگوں کی دعاؤں کی چھاؤں میں پلی بڑھی۔ اس لئے مکرمہ امۃ الباری ناصر دام عزہا نے مضمون کا عنوان "دعاؤں کی چھاؤں میں" رکھا جسے بہت پسند کیا گیا جسے ادارہ "مسز ناصر کی کہانی، مسز ناصر کی زبانی" کے نام سے شائع کر رہا ہے۔ اس نام کی وجہ تسمیہ اندر مضمون پڑھنے سے ملے گی۔

امید ہے یہ مختصر سا کتابچہ جماعت احمدیہ کے علمی خزانوں میں ایک عمدہ اضافہ ثابت ہو گا اور دوستوں و عزیز و اقارب کو اپنے مرحومین کی سیرت پر الفضل آن لائن کے لئے مضامین لکھنے کی توفیق ملے گی۔ کان اللہ معھم و اید ھم

اس کتابچہ کی تیاری میں مکرم سید عمار احمد آف جرمنی نے میرے ساتھ تعاون فرمایا ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ

ابو سعید

ایڈیٹر روزنامہ الفضل آن لائن لندن

16-12-2022

قارئین کی آراء

مسز ناصر قریشی کے نام خطوط

- **ان کا پیار ہمیں نصیب ہے**

آج آپ کا دعاؤں کی چھاؤں میں مضمون پڑھا مگر پہلی قسط کے بغیر نامکمل لگا سو میں نے وہ بھی پڑھا تو پتہ لگا مسز ناصر تو ہماری برکت جی ہیں۔ ماشاء اللہ بہت اچھا تعارف تھا۔ اللہ ان کو صحت و سلامتی کے ساتھ رکھے۔ آمین

(مبشرہ شکور۔ لندن)

- **خدا کا بہت بڑا احسان اور اس کے افضال کی بارش ہے**

میں ابھی ابھی دوبارہ سب مضمون پڑھ کر ہٹی ہوں۔ جب بھی پڑھیں تو بہت مزا آتا ہے۔ سبحان اللہ واہ سبحان اللہ پیاری برکت آپا۔ خدا کا بہت بڑا احسان اور اس کے افضال کی بارش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خدمات کو قبول فرمالیا۔ بہت بہت مبارک ہو۔ سلام پیاری امۃ الباری آپا کو کہ آپ نے محبت کا حق ادا کر دیا اور مسز برکت ناصر! آپ کی خوش قسمتی قابل رشک ہے۔ ایک تو یہ کہ آپ نیک دعا گو اور عظیم خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضرت غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعائیں اور بے پناہ محبتیں آپ کے خاندان کو نصیب رہیں۔ تیسرے آپ کو خدا تعالیٰ نے بے شمار فضلوں سے نوازا اور بے مثل خدمات دینیہ کی بہادری اور

دلیری سے توفیق عطا فرمائے۔ ماشاء اللہ۔ اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے کیونکہ اس نے آپ جیسی نیک اور خلافت سے سچی خادمہ سے تعلق جڑوایا۔

(منزہ سلیم۔ جرمنی)

- آنکھیں اشکبار ہو گئیں

آج صبح صبح اتنا خوبصورت تحفہ بھیجا ہے کہ اپنے جذبات کا اظہار نہیں کر سکتی ابھی تو دو صفحے ہی پڑھے ہیں کہ فرط جذبات سے میری آنکھیں اشکبار ہو گئیں کہ ہم اتنی خوبصورت اور عظیم ہستیوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ان کی چاہت، توجہ اور پیار ہمیں نصیب ہے خوش قسمتی ہے ہماری۔ میں یہ مضمون سب بزم والیوں کو اور اپنی فیملی میں شیئر کروں گی۔

(امۃ الجمیل سیال)

- دعاؤں سے خدمت دین کی توفیق ملی

دعاؤں کی چھاؤں میں بہت عمدہ اور آسان فہم تحریر ہے۔ بہت کچھ سیکھا ہے۔ ہمیں ایسے خدمت گزاروں پر فخر کرنا چاہئے۔ آج کی نسل کے لئے بھی مفید ہے۔ دعاؤں سے خدمت دین کی توفیق ملی اور خدمت دین سے دعائیں ملیں۔ بہت قابل تعریف ماشاء اللہ

(نیر عباسی۔ لندن)

انڈیکس

★★★★★

(قسط اول)

مسز ناصر کی کہانی، مسز ناصر کی زبانی

جلسہ سالانہ یوکے 1997ء کے دوسرے دن خواتین سے خطاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جماعت احمدیہ کی کچھ خواتین کی خدمات کا ذکر فرمایا۔ تمہید میں اسلام کے دور اول کی خواتین کی قربانیوں کا ذکر فرما کے روح کو گرما دیا پھر کئی شہروں کی خدمت گزاروں کا مختصر تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''اب میں کراچی کی بات کرتا ہوں کراچی خدا کے فضل سے غیر معمولی خراجِ تحسین کی مستحق ہے آپا سلیمہ ان کی صدر ہیں اور بہت نیک دل، دل موہ لینے والی صدر ہیں اور انتظام کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے ان کو غیر معمولی صلاحیت عطا فرمائی ہے۔ ان کی جو مددگار ہیں بچیاں ان میں ایک فوت ہو چکی ہیں حور جہاں بشریٰ۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریقِ رحمت کرے وہ بھی ان کی بہت مدد کیا کرتی تھیں۔ مگر اس وقت امۃ الباری ناصر اور مسز ناصر ملک یہ ان کے بازو ہیں اور اپنے اپنے دائرے میں غیر معمولی خدمات سر انجام دے رہی ہیں ان بچیوں کو خصوصاً اشاعتِ کتب میں بہت مہارت حاصل ہے اورامۃ الباری ناصر کے تحت کثرت سے چھوٹے چھوٹے رسائل جو مختلف

موضوعات پر اور بہت اچھے رسائل ہیں وہ شائع ہو چکے ہیں اور ہر سال نئے سے نئے شائع ہوتے رہتے ہیں۔"

حور جہاں بشریٰ داؤد مرحومہ کا ذکر خیر "ایک تھی بشریٰ" مضمون میں کر چکی ہوں۔ اس قیمتی بیان میں جن دو بچیوں کو آپؒ نے صدر لجنہ کراچی کے بازو قرار دیا ہے ان میں ایک تو یہ خاکسار راقم الحروف ہے اور دوسرے مکرمہ برکت ناصر ملک ہیں۔ آج کی نشست میں اس دوسرے بازو کا تعارف کراؤں گی کہ ان کی کیا خدمات ہیں جو بازو کا خطاب ملا ہے۔

1988ء کی بات ہے ایک شام فون کی گھنٹی بجی ان دنوں فون گھر میں کسی ایک جگہ رکھا ہوتا تھا وہاں جا کے فون کھڑے کھڑے سنتے تاکہ مختصر بات ہو۔ بغیر تار والے فون نہیں ہوتے تھے۔ فون پر دوسری طرف جو محترمہ تھیں بڑی اپنائیت سے بولیں کہ
"آپ مجھے نہیں جانتیں مگر میں آپ کو جانتی ہوں فلاں سے آپ کا نمبر لیا ہے۔ ہم نومبر 1986ء میں کراچی آئے ہیں۔ اجنبیت دور کرنے کے لئے حضرت سیدہ چھوٹی آپا مریم صدیقہؒ سے ذکر کیا تو فرمایا احمدیہ ہال جائیں۔ حسبِ ارشاد وہاں گئی تو مکرمہ آپا امتہ الشافی سیال، مکرمہ آپا امتہ الرفیق پاشا اور مکرمہ بشری داؤد سے تعارف ہوا۔ ابھی آپ سے ملاقات کی خواہش ہے۔"

انداز میں بے تکلفی اور اپنائیت دیکھ کر صوفے پر بیٹھ گئی اور اطمینان سے ان کی بات سنی۔ محترمہ نے خاکسار کے مضامین اور نظموں کا ذکر کیا۔ کچھ نظمیں زبانی یاد تھیں۔ آخر میں مَیں نے عادتاً دعا کی درخواست کی تو کہنے لگیں میرے ساتھ ایک سودا کر لیں۔ میں نے سوچا یہ دعا میں سودا کہاں سے آ گیا چند سیکنڈ کے بعد وہ خود ہی بولیں سودا یہ کریں کہ آپ میرے لئے دعا کریں گی اور میں آپ کے لئے دعا کروں گی۔ یہ سودا تو ہو گیا۔ مگر مجھے محسوس ہوا کہ یہ باذوق ہیں۔ ذرا مختلف خاتون ہیں۔ نام پوچھا تو اصرار پر بھی نہیں بتایا۔

مجھے سب مسز ناصر کہتے ہیں آپ بھی مسز ناصر ہی کہہ لیں۔ سو میں آج تک ان کو مسز ناصر ہی کہتی ہوں حالانکہ اب مجھے ان کا پیارا سا نام برکت بی بی معلوم ہے۔

یہ تھی مسز ناصر سے میری پہلی گفتگو اس کے بعد وہ احمدیہ ہال آنے لگیں۔ ہمارے شعبہ اشاعت کے تحت چھپنے والی کتابوں کے شروع کے دن تھے تین چھوٹی چھوٹی کتابیں شائع ہوئی تھیں۔ مسز ناصر شوریٰ پر ربوہ جا رہی تھیں انہیں یہ کتابیں تھما کر ربوہ میں فروخت کی ذمہ داری دی۔ اس چھوٹے سے کام کو انہوں نے اس جذبے اور خلوص سے کیا کہ لگتا تھا وہ اسی کام کے لئے پیدا ہوئی ہیں۔ یہ وہ شروعات تھیں جس کے بعد کتابوں کی فروخت کی ساری ذمہ داری انہیں سونپ دی گئی اس کے بعد جو بھی کام ان کو دیا بے مثال تندہی سے کیا۔ جو اللہ تعالیٰ کو پسند آیا اور خلیفۂ وقت کی مبارک زبان سے تحسین نصیب ہوئی۔

اس سلطان نصیر کی خدمات کی تفصیل ساتھ ساتھ آتی جائے گی پہلے ذرا ان کے خاندانی حالات سے تعارف ہو جائے، جو بجائے خود ایک عجیب ایمان افروز داستان ہے۔

بابرکت دعاؤں کے سائے میں
برکت بی بی کی پیدائش

خدائے رحمان کے احسانات کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی خوش قسمتی پر رشک آتا ہے۔ ان کے دادا حضرت مرزا حسین دین صاحبؓ 1903ء میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے جہلم کے سفر میں سٹیشن پر آنے والے ہزاروں شائقین میں کھاریاں کے احباب کے ساتھ شامل تھے۔ رخ روشن پر نظر پڑتے ہی حق ظاہر ہو گیا اور بیعت کر لی۔ جس کی ایک یادگار تصویر تاریخ احمدیت کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کے والد صاحب مکرم مرزا محمد اسماعیل کا حضرت مولانا غلام

رسول راجیکی صاحبؓ سے عقیدت مندانہ تعلق تھا۔ للہی محبت میں دوستی کا رنگ تھا جس کا فیض ان کے خاندان میں جاری وساری نظر آتا ہے۔

والد صاحب نے دو شادیاں کی تھیں پہلی والدہ سے مکرم مرزا محمد ادریس مبلغ سلسلہ اور مکرمہ رحمت بی بی دو بچے ہوئے۔ دوسری شادی مکرمہ خورشید بیگم سے ہوئی جن کی عمر شادی کے وقت صرف تیرہ سال تھی پانچ سال تک اولاد نہیں ہوئی۔ پھر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا۔ اولاد عطا ہوئی جو دعا کی قبولیت کا ایک ایمان افروز نشان ہے۔

ایک دفعہ حضرت مولانا راجیکی صاحبؓ کوئٹہ تشریف لائے۔ والد صاحب سے قریبی مراسم کی وجہ سے ان کے گھر میں ہی قیام تھا۔ صبح فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد پوچھا کہ گھر میں اتنی خاموشی کیسے ہے ان کے والد صاحب نے بتایا کہ شادی کو پانچ سال ہو گئے ہیں ابھی کوئی بچہ نہیں ہوا۔ آپؓ چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے ایک ہاتھ سے ان کا ہاتھ پکڑا دوسرا ہاتھ ان کی بیگم کی نبض پر رکھا اور آنکھیں بند کر کے دعا شروع کی۔ دعا کے بعد فرمایا ایک وعدہ کرو کہ جب تک زندہ رہو گے میرے لئے اور میری اولاد کے لئے دعا کرتے رہو گے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک اللہ تعالیٰ زندگی دے تمہاری اولاد کے لئے دعا کرتا رہوں گا اور جہاں تک اولاد کا تعلق ہے فکر نہ کرو اولاد بہت ہو گی۔

کچھ ہی عرصے بعد جب آپؓ کو پہلے بچے مرزا محمد الیاس کی پیدائش کی اطلاع دی گئی تو آپؓ بہت خوش ہوئے اور پنجابی میں مبارک باد کی ایک طویل دعائیہ نظم لکھ کر بھیجی۔ جو ان کے خاندان کا ایک اثاثہ ہے۔

نظم

روزیاں پچھوں عید کرائی جاں چن نظری آیا

مدت گزری وچ اُمیداں آخر اوہ دن آندا

جس دن ملی مراد دلاں دی بدلیا دَور غماں دا

اسمٰعیل پیارا بھائی بہت محبت والا

رکھے رب دل شاد انہاں نوں غم نہ پاون شالا اَج خط آیا

اُنہاں ولوں خوشیاں رب دکھائیاں

گزرے روزے عیداں آئیاں چن نے چاتیاں پائیاں

بخشیا رب کریم تھیں بیٹا یا اوچن اَسمانی

وچ اُڈیکاں آن ملا یا رب نے دل دا جانی

جِس ویلے رب آن ملایا دُور ہوئے غم سارے

بیڑی بھری اُمیداں والی لگّی آن کنارے

یا رب ایہہ فرزند پیارا ہووے عُمراں والا

ہر اک برکت دینی دنیوی بخشے حق تعالیٰ

خادم ہووے دین ترے دا اُچیاں بختاں والا

ہر دن برکت دون سوائی پاوے شان نرالا

پاک محمدؐ احمد اُتّے ہر دم جان نثارے

ہر طرفے پیا چمکاں مارے جیوں سورج چن تارے

دنیا وچ تبلیغاں کر کے گھتے شور ککارے

دور کرے گمراہیاں تائیں نال ہدایت تارے

ماپیاں دا اوہ نور اکھیں دا ٹھنڈک دل دی ہووے
خوشیاں نال ونجھائے غم نوں داغ دلاں دے تووے
دونوں جہاناں اندر بیٹا دیکھے نہ غم کوئی
خوشیاں اندر وقت گزارے رب رکھے دلجوئی
میری طرفوں باپ تے ماں نوں خوشیاں ہون ہزاراں
تے لکھ لکھ ہووے دوہاں مبارک پاون عیش بہاراں
کیتے دکھ مسافر رب نے خوشیاں ہوئیاں ودھائیاں
ایہ مبارک روز خوشی دے رحمت جھڑیاں لائیاں
یا رب خوشی دکھائیں ہمیشہ دکھ نہ کدی دکھائیں
دونوں جہانیں رحمت برکت کریں قبول دعائیں
عرض سلام علیکم ہووے میاں بیوی تائیں
رکھے شاد دوہاں نوں مولا اندر سج سبائیں
عمراں والا ہووے بچہ نیا نصیباں والا
برکت فضلاں دا سر سایہ رہے ہمیشہ
عرض سلام ہووے سب یاراں جہیڑے یاد کریندے
سب دے اُتے فضل خدادا جو دعائیں دیندے
عبد اللہ حلوائی پیارا خوش اِلحاناں والا
جدوں قرآن تے نظم سناندا دل نوں کرے اُجالا
ڈاکٹر عبدالغفور بھی اکثر یاد دلے نوں رہندا
تے عبدالکریم جو ٹیلر ماسٹر دل اس ناں بھلیندا
نام جنہاں یاد نہ آئے دوست احمدی پیارے

سب تے فضل خدا دا ہووے سارے ہین پیارے
سب نوں عرض سلام علیکم مل کے ہر اک تائیں
تے بہت پیار بچے نوں دینا نالے بہت دعائیں
بس غلام رسول ایہہ کافی اسمٰعیلے تائیں
پڑھ دار ہسی خط تیرے نوں اندر سنج صباحیں

مکرم مرزا محمد اسماعیل مرحوم

اولاد کے لئے دعا اور بشارت اس طرح پوری ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس جوڑے کو آٹھ بیٹوں اور تین بیٹیوں سے نوازا۔

مرزا محمد الیاس، عنایت بی بی، مرزا محمد اکرام، برکت بی بی، مرزا محمد عباس، مرزا محمد افضل (مربی سلسلہ)، صفیہ بیگم، مرزا محمد انور، مرزا محمد اکرم (وقفِ زندگی)، مرزا محمد یونس اور مرزا محمد ارشد

برکت بی بی ان میں چوتھے نمبر پر ہیں جو 1947ء میں چمن میں پیدا ہوئیں۔ ان کی پیدائش سے پہلے والدہ صاحبہ نے ایک خواب دیکھا جس میں ان کے خیال میں انذاری پہلو تھا۔ خواب لکھ کر حضرت راجیکی صاحبؓ کو دعا کے لئے بھیجا تو جواب بہت خوش کن خط ملا جو 26/ فروری 1947ء کا تحریر کردہ ہے خط پر پتہ لکھا ہے از پشاور شہر کوچہ گلبہار شاہ۔ دار التبلیغ احمدیہ مسجد۔

عزیزم مکرم مرزا صاحب سلمك الله تعالیٰ

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

آپ کا لفافہ موصول ہوا خاکسار تو پہلے ہی آپ سب کے لئے دعا کرتا رہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے جملہ مقاصد حسنہ میں کامیاب فرمائے آمین ثم آمین۔

نماز عصر کا خواب میں وضو کر کے پڑھنا سورہ والعصر ''ان الانسان لفی خسر الاالذین اٰمنوا کے روسے گو کافروں اور ایمان نہ لانے والوں کے لئے گھاٹا ہوتا ہے اور عذابوں میں مبتلا ہونا بھی ہے لیکن مومنوں کے لئے بشارت ہے اور ہر طرح کے گھاٹے اور عذابوں سے نجات اور حفاظت کی خوش خبری ہے اور آپ چونکہ خدا کے فضل سے احمدی ہیں اور ایمان لانے والوں میں سے ہیں آپ کے لئے اور آپ کی اہلیہ کے لئے بشارت اور خوشخبری ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کو عذابوں سے محفوظ رکھے گا عصر سے مراد یہ آخری زمانہ کا دور ہے جس میں سب زمانوں کے وقت کے عذاب اور عالمگیر عذاب آرہے ہیں اور دنیا کے لئے باعث خسر ہو رہے ہیں لیکن احمدیوں کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے حفاظت ہو رہی ہے نماز عصر کی تعبیر بھی یہی ہے کہ جو کچھ سورت والعصر کے اندر ہے وہ درست ہے اور آپ کی اہلیہ کا خواب بھی منذر نہیں بلکہ مبشر ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ خدا کے فضل سے بچہ کے جننے کے وقت وہ تکلیف سے محفوظ رہے گی اور بچہ عمر والا پیدا ہوگا یا اس کی والدہ کو تکلیف سے بچایا جائے گا اور سورج کی روشنی یعنی دھوپ ہدایت کی روشنی کے اندر عمر اور وقت گزارنے کی طرف اشارہ ہے آپ فکر نہ کریں آپ پر اور آپ کی اہلیہ پر اپنا خاص فضل فرمائے گا آپ دونوں نماز کو حفاظت کے ساتھ ادا کیا کریں کیونکہ نماز ہر طرح کے خسران اور گھاٹوں سے بچانے والی چیز ہے اور دعاؤں کی طرف بہت توجہ رکھنی چاہئے دعا پر خاص

طور سے زور دینا چاہئے اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور آپ سب کے لئے مشکل کشا رہے آمین ثم آمین۔ گھر میں میری طرف سے سلام اور دعا عرض کر دیں اور بچوں کو بھی دعا اور پیار۔

آپ کا مخلص اور خیر اندیش
غلام رسول راجیکی

اس خط کے ساتھ منظوم دعائیں بھی بھیجیں لطف کی بات یہ ہے کہ اس وقت تک ہونے والے بچوں کے نام بھی اس نظم میں شامل ہیں۔

خداوندا تو اپنا فضل کر دے
خداوندا تو اپنا فضل کر دے
ہیں خالی ظرف تو فضلوں سے بھر دے
ترے فضل و کرم کی ہے ہمیں آس
بجز اس آس کے کچھ بھی نہیں پاس
تو وہ قادر ہے جب قدرت دکھائے
تو ہر مایوس بھی رحمت کو پائے
ہے تو ہی عاجزوں کا اک سہارا
ترے بن کون ہے یا رب ہمارا
تو اپنے فضل سے سب کھول دے در
تو اپنی شان رحمت کو عیاں کر
ہمارے عیب ڈھانپ اپنے کرم سے

رہائی بخش ہر رنج و الم سے
سزاؤں کے عوض رحمت عطا کر
گنہگاروں کو بخشش سے رہا کر
تو غمگینوں کا ہو دلدار مولا
تو ہے ستار اور غفار مولا
ترا فضل و کرم جو یار ہووے
تو بیڑا عاجزوں کا پار ہووے
ہر اک ظلمت سے ہم کو دور رکھیو
ہمارا جان و دل پر نور رکھیو
محبت عشق کے ساغر پلا دے
حیات عشق سے مردے جلا دے
تو ہم سب کا بڑا محبوب بن جا
ہماری جان کا مطلوب بن جا
تو اسمٰعیل مرزا پر کرم کر
تو اس کی اہلیہ کا دور غم کر
بنا ادریس اور یونس کو کامل
رہے رحمت ہمیشہ ان کے شامل
ہر اک برکت کی بارش سب پہ برسا
عطا ہو سب کو فیض دین و دنیا
ترے فضلوں کے ہم سب اک نشاں ہوں
ترے پیارے بھی ہم پر مہرباں ہوں

ہیں ہم سب ہی ترے محتاج یارب
تو محتاجوں کی رکھ لے لاج یارب
مری یہ عرض ہے منظور کر لے
گنہ گاروں کو ہاں مغفور کر لے

آمین اللّٰھم آمین

مسز برکت ناصر کے خزانے میں ایک مکتوب از پشاور شہر 6/جون 1948ء کا بھی موجود ہے جس کی تحریر قدرے دھندلی ہو گئی ہے اس میں آپ کے اباجان کے پوچھے ہوئے چند سوالات کے مفصل جواب ہیں اور بہت سی دعائیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام مشکلات کو دور فرمائے اور مالی وسعت اور برکات کے دروازے آپ پر کھولے۔ آمین ثم آمین۔

ان کے قیمتی خزانے میں 31/ مئی 1965ء کو وصول ہونے والا ایک منظوم مکتوب بھی ہے۔ تحریر فرمایا:
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خط مل گیا یاد فرمائی کا شکریہ۔ بہت بہت شکریہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر بلا اور ابتلا سے محفوظ رکھے آمین۔

تا قیامت آپ کے اور آپ کے اہل و عیال اور اولاد اور نسلوں کے شامل حال رہے۔ آمین ثم آمین ثم آمین۔

مرے پیارے نہایت ہی پیارے
خدا خود کام سب تیرے سنوارے

ہر اک نعمت ملے تجھ کو خدا سے
نہ کچھ حاجت رہے تا ما سوا سے
خدا کافی رہے ہر حال تیرا
رہے خورم سدا ہر بال تیرا
خدا قرضوں سے فارغ حال رکھے
ہمیشہ مال سے پُر مال رکھے
تری اولاد کو دل شاد رکھے
جہاں رکھے انہیں آباد رکھے
ہمیشہ قرض سے ان کو بچائے
ہمیشہ مال و دولت سے بڑہائے
رہے دن رات ان کا عید و انگوں
زبان و دل رہے تحمید و انگوں
رہیں دل شاد سب ہی دو جہاں میں
ملے برکت انہیں کون و مکاں میں
خدا ان کو سدا خوشنود رکھے
مصیبت کو سدا نابود رکھے
میاں قدسی دعا کر ہاں دعا کر
ہاں اپنے رب کی ہر دم ثنا کر
دعائیں جو لکھی ہیں سب عطا ہوں
بہ فیضِ حضرت رب الورا ہوں

جماعت احمدی کے حق میں مقبول
خدا کے نام پر مسئول و سا ہول

خاکسار

غلام رسول راجیکی از ربوہ دار الہجرت

آپ کا ایک مبارک مکتوب بڑے بیٹے کے رشتے کی خوشی میں لکھا ہوا ابھی محفوظ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً و مصلیاً و مسلماً

از ربوہ دار الہجرت

53-3.11.32

عزیزم مکرم مرزا صاحب حفظکم اللہ تعالیٰ و نصرکم آمین ثم آمین

ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خیریت مطلوب۔ آں مکرم کا خط ملا۔ خط کے پڑھنے سے عزیز محمد ادریس سلمہ اللہ تعالیٰ کے رشتہ کے متعلق اطلاع سے بہت ہی مسرت محسوس ہوئی۔ سچ ہے کہ

کار سازِ ما بہ فکرِ کارِ ما
فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما

اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کے کام خود ہی اپنی غیبی نصرتوں اور برکتوں سے انجام دے دیتا ہے۔ آپ جیسے مخلص بندوں کے کام خود اپنی ہی غیبی نصرتوں اور برکتوں سے انجام دے دیتا ہے۔ آپ جیسے مخلص سے بھی وہ ایسا ہی بابرکت اور پر نصرت سلوک فرما رہا ہے۔

مکرم ڈاکٹر بدر الدین صاحب بہت بڑے مخلص احمدی اور مخلص باپ کے بیٹے ہیں اور دنیوی عزت و برکت اور دینی اخلاص و خدمت و ایثار میں بھی ایک خاص مقام فوقیت رکھتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی محض مہربانی اور اس کا فضل ہے کہ ان کے ہاں عزیز محمد ادریس کا رشتہ قرار پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعث راحت و مسرت و برکت بنائے۔ آمین ثم آمین آپ سب کو اس رشتہ کی مبارک باد ہو بہت اچھا رشتہ خدا تعالیٰ نے نصیب فرمایا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالك۔

دعاؤں کی چھاؤں میں پلی ہوئی برکت ناصر خاکسار کی ہم سفر رہی ہیں۔ جب میں نے ان سے ذکر کیا کہ آپ کے بارے میں کچھ لکھنا چاہتی ہوں۔ تو ان کا عجز اور تشکر میں گندھا ہوا جواب ملا: ”مجھے اعتکاف میں بیٹھے ہوئے آپ کا پیغام ملا۔ دعا کی توفیق ملی۔ آپ نے سوچ کی جن راہوں پر ڈال دیا ہے وہ مجھے ماضی کی خوشگوار وادیوں میں لے گئی ہے۔ میں نے زندگی میں جو بھی پایا ان دعاؤں کی بدولت پایا جو حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ اور میرے باپ اور ماں نے کیں۔ یہ دولت خدائے رحمان پیدائش سے پہلے ہی سے عنایت فرما رہا ہے جڑوں اور بنیادوں میں شامل ہے۔ پھر آپ کے ساتھ شامل ہو کر اشاعت کے ساتھ ساتھ پیارے آقا رحمہ اللہ نے جو دعاؤں اور محبتوں سے نوازا نسلوں کے نصیب بھی سنور گئے۔ ہم دونوں اس کے گواہ ہیں۔ زندگی کی آخری سانس تک بھی شکر ادا کرتے رہیں تو شکر کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی شفقت ہر قدم پر رہنمائی میسر تھی ہم ہر بات پر دعا کے لئے خط لکھ دیتے ہر کام دعا سے شروع کرتے کوئی مشکل آجاتی تو انہیں لکھ کر تسلی ہو جاتی پھر مکرمہ آپا سلیمہ میر صاحبہ اور مکرمہ امۃ الحفیظ بھٹی کے ذکر کے

بغیر ایسی شفیق قیادت تھی کہ کام کرنے کا لطف آتا تھا حوصلہ بڑھتا نئی نئی راہیں نکلتیں پیاری بشریٰ داؤد بھی میری محسنہ تھی"۔

ان کی یہ بات بالکل درست ہے کہ ہم دونوں رب کی رحمتوں کے لطف میں شریک رہی ہیں اور مل کر حمد و ثنا کے گیت گائے ہیں۔

دعاؤں کی چھاؤں میں خدمت دین کی توفیق

برکت بی بی صاحبہ کی پیدائش چمن بلوچستان میں ہوئی۔ چمن صرف نام کا چمن ہے اس میں باغ ہونا تو درکنار کوئی سبزہ بھی نہیں ہے پہاڑی علاقہ ہے جو افغانستان کی سرحد کے بہت قریب ہے۔ بچپن کی یادوں میں افغانستان سے آنے والے خوش ذائقہ پھلوں کی لذت محفوظ ہے۔ جو اس علاقے کی میٹھی یادوں میں شامل ہے۔ تعلیم چمن کے ایک سکول میں ہوئی۔ اس علاقے میں پڑھائی کا اتنا رواج نہیں تھا کلاس میں پانچ چھ لڑکیاں ہوتی تھیں۔ فرسٹ سیکنڈ آنا کوئی مشکل نہیں تھا۔ نویں جماعت میں تھیں کہ شادی ہوگئی اس وقت ان کی عمر سترہ سال تھی شادی دسمبر 1964ء جلسہ سالانہ ربوہ کے دوسرے دن خالہ زاد مکرم ملک ناصر احمد سے ہوئی۔ سسرال جیکب آباد میں تھا۔ یہ شہر پاکستان کے گرم ترین علاقوں میں شمار ہوتا ہے۔ یہاں 22 سال قیام رہا۔ نومبر 1986ء میں کراچی منتقل ہوگئیں۔ خلافت سے عاشقانہ تعلق تھا جماعت سے وابستگی گھٹی میں شامل تھی۔ حضرت سیّدہ چھوٹی آپا مرحومہ کا نام صدر لجنہ مرکزیہ کے حوالہ سے سن کر اس بزرگ ہستی کو دعا کے لیے خط لکھنے شروع کیے۔ آپ کی طرف سے بھی خطوط کا جواب دعائیں اور نصائح لیے ہوئے ملتا۔ جب جلسہ سالانہ پر جانا ہوتا تو اسٹیج پر رونق افروز چھوٹی آپا کو دیکھ کر خوش ہوتیں اور جب وہ ان کی طرف دیکھ کر کہہ دیتیں کہ "آپ بھی جیکب آباد سے آئی ہوئی ہیں" تو خوشی سے سرشار ہو جاتیں۔ خاندان مسیحِ پاک کا خاصہ ہے ایک تو پہچان رکھنا اور دوسرے پیار سے ملنا۔ مسز ناصر نے

اس اپنائیت کے اظہار سے خوب لطف اٹھایا۔ کراچی شہر انسانوں کا سمندر ہے۔ جہاں کاروبارِ زندگی صبح 11 سے رات بارہ بجے تک چلتا ہے۔ ماحول تو پُر شور تھا مگر جب تک جماعت والوں سے تعارف نہ ہو اکیلا پن محسوس ہوا اپنی کیفیت حضرت سیّدہ چھوٹی آپا کی خدمت میں لکھ دی۔ جلدی ہی جواب ملا۔ احمدیہ ہال چلی جاؤ۔ وہاں سے تمہیں اپنے حلقہ و قیادت کا پتہ چلے گا۔ یہ مشورہ بہت کام آیا۔ آپ زندگی کے ہر موڑ پر ایک مشعل راہ تھیں۔ احمدیہ ہال جانے سے اپنے حلقہ کی لجنہ، اپنی قیادت اور پھر ضلع سے رابطہ ہوا اور وقت کے ساتھ یہ روابط بڑھتے چلے گئے۔ احمدیہ ہال میں صدر لجنہ کراچی مکرمہ سلیمہ میر اور عاملہ کی ممبرات سے ملاقات ہوئی اس زمانے میں صد سالہ جشن تشکر کے سلسلے کی سرگرمیوں کا آغاز ہو چکا تھا۔ دفتر لجنہ میں بہت سے منصوبوں پر تیزی سے کام ہو رہا تھا سب ممبرات مصروف عمل تھیں۔ آپ بھی اس قافلہ میں شامل ہو گئیں۔ ربوہ اجتماع کے سلسلے میں ایک وفد روانہ ہو رہا تھا آپ کو وہاں لجنہ کی کتب کے تعارف کرانے کا کام سونپا۔ یہ کام اتنی عمدگی سے جان ڈال کر کیا کہ خوش کر دیا۔ خاکسار نے ان کی خدمات اپنے شعبہ اشاعت کے لئے مانگ لیں۔

خدمات بحیثیت معاونہ سیکرٹری

شعبہ تصنیف و اشاعت

لجنہ کراچی نے صد سالہ جشن تشکر کی خوشی میں کم از کم سَو کتب شائع کرنے کا منصوبہ بنا کر یہ کام اس خاکسار کو سونپ دیا تھا۔ کتابیں پڑھنے کا بہت تجربہ تھا لیکن لکھنے اور چھپوانے کا بالکل نہیں تھا۔ پریس کی شکل بھی نہیں دیکھی تھی۔ مگر مولا کریم نے دستگیری فرمائی۔ اس کام میں اتنی برکت رکھی کہ لگتا تھا فرشتوں کا لشکر ہم رکاب ہے۔ ایسے ایسے بابرکت راستے کھلتے گئے جو ہمارے وہم و گمان سے بھی بالا تھے۔ نئے نئے موضوعات پر نئے پرانے مصنفین کی کتب پکے ہوئے پھل کی

طرح جھولی میں گرنے لگیں۔ کام بڑھنے کے ساتھ مخلص ساتھی بھی ملتے گئے۔ میرا کام کتب تیار کر کے مرکز سے منظور کرانا اور پریس میں دینا تھا۔ چھپ کر آنے پر شعبہ سٹاک اور فروخت کتب اسے سنبھال لیتے۔ جس میں مختلف وقتوں میں محنتی اور مخلص معاونات ملتی رہیں۔ مسز ناصر کا ساتھ سب سے طویل رہا۔ لجنہ کے دفتر کا ماحول بہت خوشگوار تھا کہ کام بھی تفریح لگتا تھا۔ 1988ء میں صدر لجنہ آپا سلیمہ میر مرحومہ تھیں۔ مکرمہ بشریٰ داؤد مرحومہ کتابوں کی تیاری میں میرے ساتھ تھیں ان دو مہربانوں اور ساری عاملہ کے ساتھ ذہنی ہم آہنگی اور خوش دلی کی وجہ سے وقت بہت اچھا گزرتا۔ نماز کی دریوں پر کسی بھی جگہ اپنی ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ جاتے یہی ہمارے شعبے کا دفتر ہوتا۔ انہی دریوں پر دوپہر کو ظہر کی نماز کے بعد دستر خوان بچھ جاتا اور ہم سب دعوت شیراز کے لطف لیتے۔ لیکن بعد میں ہمیں ایک گیلری مل گئی جس میں الماریاں بنوا کر سٹاک رکھ لیتے۔ کئی مسئلے بھی آئے آپا سلیمہ مادر مہربان کی طرح ڈھال بن جاتیں ان کے بعد مکرمہ آپا امۃ الحفیظ بھٹی صدر بنیں ان کا بھی شفقت بھرا تعاون رہا۔ بشریٰ کی اچانک رحلت کے بعد مسز ناصر ہی ہر کام میں مشیر و مددگار رہیں لیکن خاص طور پر ان کے ذمے کراچی سے باہر دوسرے شہروں اور ملکوں میں کتب کی فروخت کا کام تھا۔ یہ بڑا محنت طلب کام تھا۔ آرڈرز لینا کتب کو پیک کرنا ٹرین یا ٹی سی ایس سروس سے بھجوانا پھر ان کا حساب کتاب رکھنا۔ جو یہ تندہی سے کرتیں۔ اپنی جان ناتواں کو مردانہ وار کام میں جوتے رکھتیں۔

ایک اچھی بات یہ ہوئی کہ جو کام مجھے نہیں آتے تھے ان میں یہ ماہر تھیں مثلاً دو جمع دو چار ہوتے ہیں اس کے آگے حساب کتاب میرے بس کی بات نہیں تھی جبکہ یہ لاکھوں کا حساب کر لیتیں۔ میں کام صرف نرمی اور محبت سے کرانا جانتی تھی۔ لیکن ہر جگہ نرمی نہیں چلتی جہاں نرمی اور مروت نہیں چلتی وہاں میں ان کو آگے کر دیتی۔ کام بن جاتا۔ میں راستوں، سڑکوں کی پہچان اور سفروں میں بھی بہت نکمی ہوں بسوں میں بیٹھنا تو آیا ہی نہیں وین یا ٹیکسی رکشا بھی مشکل لگتا تھا۔ جبکہ یہ دھڑلے

سے سارے کراچی میں سفر کرتیں اور جب ٹرین میں سفر ہوتا تو ان کی مہارت کا بہت فائدہ ہوتا۔ بنا بنایا امیرِ سفر تھیں۔ سیٹیں لینا سامان چڑھانا اسے جگہ جگہ ٹھونسنا ایک خود کار مشین کی طرح کر لیتیں پھر اپنی خواتین کی سیٹوں کے گرد چادریں تان کر پردہ کر لیتیں جس سے بہت سہولت رہتی۔ رستے میں کھانے کا انتظام اور اس کے لئے کچھ خریدنا بھی رضاکارانہ طور پر اپنے ذمے لے لیتیں۔ سفر سے یاد آیا اپنے نجی سفر بھی اشاعت کے کاموں کے نام لگا دیتیں ان کا قادیان، لندن اور افریقہ جانا ہوتا وہاں بھی کتابوں کا سٹال لگا لیتیں تعلقات بنا کر بہت سے کام چلا لیتیں۔ کتابیں ہی ان کی پہچان بن گئیں۔ کتاب کا تعارف کرا کر دوسرے کو بیچ دینے کا خوب ملکہ تھا۔ یہ کام بھی مجھے نہیں آتا تھا۔ میں بس ان کی کامیابیوں کی باتیں سنتی اور اس رقم پر نظر ڈالتی جو یہ باہر سے لا کر جمع کرواتیں۔

کتب جو مکرمہ برکت ناصر ملک نے مرتب کیں

نمبر 1۔ ہماری پچیسویں کتاب "بدرگاہِ ذی شانؐ" احمدی شعراء کی نعتوں کا مجموعہ 1992ء میں شائع ہوئی جو ان کی محنت کا ثمر ہے۔ جب خاکسار نے ان سے نعتیں جمع کرنے کی درخواست کی تو بڑی عاجزی سے کہا میں تو صرف نَو جماعت پاس ہوں کتابیں بنانا میرے بس کا کام نہیں ہے۔ میں نے تسلی دلائی کہ فکر نہ کریں مل کر کام کریں گے۔ اس وقت نیٹ اور گوگل کی سہولت حاصل نہیں تھی ربوہ جا کر خلافت لائبریری میں جماعتی اخبارات و رسائل کی فائلیں نکلوا کر ان میں سے نعتیں تلاش کر کے نقل کرنی تھیں یا پرنٹ آؤٹ نکلوانا تھا۔

ایک اچھی بات یہ تھی کہ ان کا ربوہ جانا آنا رہتا تھا وہاں ان کے لئے دوہری کشش تھی ایک تو مرکز دوسرے میکہ ہم ربوہ کا ہر کام ان سے کہہ دیتے۔ یہ کام انہوں نے بڑے شوق اور محنت سے کیا۔ ہر کام میں سر دینے کا جذبہ کام آیا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اعلیٰ نعتیں جمع کر کے لے آئیں۔

ان میں سے ہم نے منتخب نعتیں مرتب کیں۔ خاکسار کا دیا ہوا نام "بدر گاہ ذیشانؐ" ان کو پسند آیا۔ بہت مفید کتاب منظر عام پر آئی۔

نمبر2۔ کتاب تعلیم۔ خاکسار حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ملفوظات جلد اول پڑھ رہی تھی صفحہ 260 پر یہ تحریر پڑھی "میں چاہتا ہوں کہ ایک کتاب تعلیم کی لکھوں...اس کتاب کے تین حصے ہوں گے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہمارے کیا فرائض ہیں اور دوسرے یہ کہ اپنے نفس کے کیا حقوق ہم پر ہیں اور تیسرے یہ کہ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں" خیال آیا یہ خواہش پوری کرتے ہیں۔ اپنی رفیقِ کار کو اس پر کام کرنے کی درخواست کی۔ جواب میں ان کا مخصوص جملہ "تُسیں حکم کرو" سن کر خوشی ہوئی بڑی محنت سے اقتباس جمع کئے اور کہا کہ کتاب تو چھپتی چھپے گی مجھے بڑا فائدہ ہوا ہے۔ یقیناً ہمیں تیاری میں بہت فائدہ ہوا1998ء میں اس کا مسودہ مکرم ناظر صاحب اشاعت ربوہ کی خدمت میں منظوری کے لئے بھیجا تو جواب میں اس کی اشاعت کی اجازت دیتے ہوئے تحریر کیا:"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک خواہش کی اشاعت کی اجازت ہے۔ ماشاء اللہ بہت اچھا مسودہ ہے اور اس کی اشاعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کی تکمیل کا باعث ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں بھیجی تو پیارے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے پسند فرمائی۔ یکم جولائی 1999ء کے مکتوب میں سب خادمین کو دعائیں عطا فرمائیں:۔ "لجنہ کراچی کی ستاون ویں پیش کش انتہائی قابلِ قدر ہے ماشاء اللہ۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

اس پر میں آپ اور آپ کی معاونات کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنی پیار کی نظر رکھے اور ہمت و توفیق بڑھائے اور دین کے کاموں کی جو چاٹ لگ گئی ہے اس میں مزید جِلا بخشے اور بیش از پیش خدمات کی توفیق عطا فرمائے اور کام کے نتائج حیرت انگیز

طور پر خوشکن ہوں۔ عزیزہ برکت ناصر صاحبہ، رفیعہ محمد صاحبہ، طیبہ بشیر صاحبہ، طیبہ طاہر اور امۃ الکریم صاحبہ اور جن کے نام آپ سے رہ گئے ہیں لیکن خلوص سے کام کرتی ہیں ان سب کو میری طرف سے شاباش اور محبت بھرا اسلام اور ڈھیروں دعائیں۔ خدا حامی و ناصر ہو۔"

خاکسار مرزا طاہر احمد

نمبر3۔ حمد و مناجات۔ ہم نعتوں کا مجموعہ شائع کر چکے تھے اسی سے احمدی شعراء کا حمدیہ کلام جمع کرنے کا شوق ہوا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے زندہ خدا سے والہانہ پیار کی جو مے جماعت کو پلائی تھی اس کا خمار احمدی شعرا کے بیانِ حمد و ثنا میں منعکس ہے جو زبان و بیان کو ایک نرالا حسن عطا کرتا ہے سَو شعراء کا حمدیہ کلام جمع کرنا شدید محبت اور محنت کا متقاضی ہے۔ منتخب کلام جمع کر کے کمپوز کروایا۔ یہاں مسز ناصر کو ایک مشکل ترین مرحلہ پیش آیا میں نے درخواست کر دی کہ مجھے اور مصروفیت ہے آپ پروف ریڈنگ بھی کر دیں۔ یہ تکلیف مالا یطاق تھی۔ منظوم کلام کی پروف ریڈنگ ان کے بس کی بات نہیں تھی کھپ کھپا کے کام واپس میرے حوالے کیا۔ یہ فائدہ ہوا کہ میری عرق ریزی پر رحم کھا کر میرے لئے زیادہ دعائیں کرنے لگیں۔

حمد و مناجات 2005ء میں طبع ہوئی اور بہت پسند کی گئی۔

الحمدللہ۔ کتب کی اشاعت میں مالی تعاون کی بھی توفیق ملی۔ بخار دل کے لئے اپنے خاندان کی طرف سے خرچ دیا جس کے لئے شعبہ اشاعت کی طرف سے کتاب میں ان کی والدہ مکرمہ خورشید بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا محمد اسمٰعیل۔ بھائی مکرم مرزا انور اور بھتیجے عزیزم بلال کے لئے دعا کی درخواست شائع کی گئی۔

کتب جن کی تیاری میں
مسز برکت ناصر نے مدد کی

آپ کی معاونت سے میرے بہت سے کام آسان ہو جاتے خاص طور پر المحراب، کلام طاہر، مضامین حضرت میر محمد اسمٰعیل رضی اللہ عنہ، تواریخ مسجد فضل لندن، کلام محمود، صاحبزادہ مرزا غلام قادر احمد اور فارسی درثمین کے لئے خلافت لائبریری سے بعض مطلوبہ کتب اور اخباروں کے فائلوں سے ضروری معلومات اور حوالے لاکر دیئے۔ ربوہ میں مکرم دوست محمد شاہد صاحب اور لائبریری میں مکرم صادق صاحب اور مکرم حبیب الرحمن زیروی صاحب کا تعاون حاصل رہا۔ ایک بے تکلف محفل میں خاکسار نے ان کے لئے یہ رباعی سنائی:

ہم نوالہ ، ہم پیالہ ، ہم نوا اور ہم سخن
ان کو ہر حالت میں رہتی ہے اشاعت کی لگن
ہاتھ پکا ڈالتی ہیں جو بھی ان کا کام ہو
دیکھنے میں ہیں اگرچہ دُبلی پتلی خستہ تن

سانجھی خوشیاں

ہم نے جس بے مثال جنون اور جذبے سے کام کیا اُسے پیارے آقا نے محسوس فرمایا۔ اپنے خط میں ہمیں شہد کی مکھیاں لکھا ہماری خوشی کی انتہا نہ رہتی جب کبھی میرے خط میں ان کا ذکر کبھی ان کے خط میں میرے لئے کوئی جملے ہوتے۔ کبھی حوصلہ افزائی براہِ راست ملتی کبھی بالواسطہ ملتی۔ ہم

پیارے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کی بارشوں میں نہاتے ہوئے تشکّر میں ڈوب جاتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے گیت گاتے سر جوڑ کے کئی مرتبہ خط پڑھتے۔ آپ کے خطوط اتنے معطر اور شگفتہ ہیں کہ جب بھی ان کو پڑھیں نیا لطف دیتے ہیں آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کا انداز اتنا لطیف تھا کہ لگتا تھا

؎ محبت کا تو اک دریا رواں ہے

چند نمونے حاضر ہیں:

17/دسمبر 1985ء کے برکت ناصر صاحبہ کے نام ایک مکتوب میں آپ نے دستِ مبارک سے تحریر فرمایا: ”مصباح میں باری کی ایک نظم چھپی ہے جس کے آخر میں دیکھو، آتا ہے اور آدمی دیکھتا رہ جاتا ہے۔“

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01 دسمبر 2022ء)

(قسط دوئم و آخر)

مسز ناصر کی کہانی، مسز ناصر کی زبانی

14/ ستمبر 1990ء کو مسز ناصر کے نام حضور رحمہ اللہ نے اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرمایا: ”آپ عطر کا تحفہ جو چھوڑ گئی تھیں اس کے ساتھ ایک چٹ پر عطر سے کہیں زیادہ معطر شعر لکھے ہوئے تھے۔ آپ کو تو عزیزہ امۃ الباری کی مدد کے بغیر شعر ٹھیک سے پڑھنے بھی نہیں آتے، آپ نے کیسے ایسے اچھے، سادہ مگر بہت پُر اثر شعر کہہ لئے۔ جذبات تو صاف پہچانے جاتے ہیں کہ آپ کے ہیں۔ شعر ضرور امۃ الباری سے آرڈر پر بنوائے ہوں گے۔ بنانے اور بنوانے والے دونوں شکریہ کے لائق ہیں۔ جَزَاکُمُ اللہ اَحْسَنُ الْجَزَاء۔

اللہ نے اتنی پیاری محبت کرنے والی ہر آواز پر لبیک کہنے والی جماعت کا مجھے خادم بنایا ہے شکر ادا کرتے کرتے مر بھی جاؤں تو شکر کا حق ادا نہ ہو۔“

23/ مارچ 1994ء کا درجِ ذیل خط پڑھ کر ہم جھوم ہی اُٹھے دونوں کو خوش کر دیا: ”آپ کا خط ملا، فصاحت و بلاغت اور خیالات کی جو پاکیزگی اور اُڑان اس میں دکھائی دی اس سے پہلے تو میں سمجھا

تھا کہ یہ باری آپا کا خط ہو گا لیکن جب دیکھا تو آپ کا خط نکلا۔ ماشاء اللہ چشم بد دور باری آپا جتنا اچھا شعر کہہ سکتی ہیں آپ اُن سے کم نثر نہیں لکھتیں۔"

23/ دسمبر 1994ء کا مکتوب ایک ساتھ ہم دونوں کے نام تھا اور نہایت پُر لطف۔ تحریر فرمایا:
"آپ دونوں ہی خدا کے فضل سے مسز ناصر بھی ہیں اور بہت سی باتوں میں ہم مزاج بھی ہیں اور ہم پیالہ بھی ہیں مگر شرابِ معرفت کی ہم پیالہ اور جب لجنہ کے دفتر جاتی ہیں تو پتلی دال میں ہم نوالہ بھی ہو جاتی ہیں۔ آپ کو جو یہ پریشانی ہے کہ ایک دوسرے کا اشتباہ ہو جاتا ہے تو فرق یوں ہو سکتا ہے۔ کہ ایک اچھی نظمیں کہنے والی اور ایک اچھی نظمیں پڑھنے والی مسز ناصر ہیں۔ باقی آپ لوگوں کے کام سے بہت خوشی ہوتی ہے آپ دونوں ہی مسلسل محنت سے اپنے دائرے میں خوب خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔ اللّٰھم زد و بارک۔ نظمیں کہنے والی مسز ناصر کے بچوں کی شادی کی تصویر میں اور پاکیزہ گھریلو ماحول میں بے تکلفی سے کھینچی ہوئی تصویر دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی ہے۔ ماشاء اللہ خدا نے اس خاندان کو صرف باطنی صفات سے ہی نہیں نوازا۔ اللّٰھم زد و بارک۔ نظمیں پڑھنے والی مسز ناصر کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ورثہ میں اچھی آواز دی ہے ماشاء اللہ۔ چشم بد دور۔ لیکن ان کے بچے تو غالباً اکثر ہی چھوٹے ہیں ان کے لئے میری یہی دعا ہے۔

؎ بڑھیں یہ جیسے باغوں میں ہو شمشاد

خدا کرے کہ بشارت کا یہ جھونکا آپ کے لئے بھی شمشاد تک جا پہنچے اور سب بچوں کی طرف سے آپ کو آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب ہو۔ اپنے میاں اور عزیزوں کو اور ہم نواؤں ہم پیالوں اور اگر لجنہ خصوصیت سے پیش نظر ہو تو ہم پیالیوں اور ہم اداؤں کو محبت بھرا اسلام اور پُر خلوص دعائیں۔

اللہ آپ کے ساتھ ہو اور دونوں جہاں کی حسنات سے نوازے اور آپ سے ہمیشہ راضی رہے آمین۔“

ایک اور مکتوب میں آپ رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا:

”آپ کا خط ملا۔ MTA پر آپ کا تبصرہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اللہ اس فیض کے چشمہ سے لوگوں کو سیر اب ہونے کی توفیق دے۔ آپ اور آپ کے بچوں کو اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ اور اپنے فضلوں سے نوازے۔

تبرکات کے متعلق تو آپ ان سے حکمت سے اور کسی اور ذریعہ سے بے شک پتہ کریں اور پھر مجھے بھی بتاہیں کہ کیا کیا ہے اور اگر کچھ قیمت لے کر بھی دے دے تو پوچھ کر خرید لیں۔ میں ادائیگی کر دوں گا۔ نغمہ سلطانہ کو بہت بہت سلام پیار۔ اس کے رشتہ کے لئے وہاں بھی کوشش کریں اور مجھے بھی اس کی تصویر اور کوائف بجھوادیں تو ان شاءاللہ میں بھی نظر رکھوں گا۔ ماشاءاللہ بہت سمجھ دار اور سلجھی ہوئی بچی ہے۔ آپ کی تحریر تو ماشاء اللہ بہت اچھی ہے سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے۔ ماشاءاللہ چشم بد دور۔ اللہ علم و عمل میں برکت ڈالے اور ہر آن حافظ وناصر ہو۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی عنایات کے علاوہ حضرت چھوٹی آپا کی شفقتیں بھی نصیب ہوئیں۔ چھوٹی آپا رحمہ اللہ ربوہ اجتماعات اور شوریٰ پر جانے والے لجنہ کراچی کے وفد کو خصوصی ملاقات کا وقت دیتیں اور خاطر تواضع بھی کرتیں جب کراچی تشریف لاتیں تو عید کا سماں ہوتا۔ مارچ 1994ء میں کراچی تشریف لائیں تو سب عاملہ ممبرات کو احمدیہ ہال میں ایک ملاقات میں بے حد خوبصورت و نفیس کڑھائی والے دوپٹے تحفہ میں عنایت فرمائے۔ ایک برکت بی بی کے حصے میں بھی آیا۔ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی عہدے داران کو نصائح

والے خطبات اور خطابات کے مضامین کا انڈیکس تیار کرنا ان کے سپرد ہوا ربوہ چلی گئیں جولائی کے ایک گرم ترین دن حضرت چھوٹی آپا سے ملنے گئیں دوران گفتگو اپنے کام کا بتایا اور عرض کیا کہ اگر امۃ الحئی لائبریری میں الفضل کی فائلیں ہوتیں تو کام آسانی سے ہو جاتا۔ آپ نے بے حد شفقت سے فرمایا کہ ”خلافتِ رابعہ کے دور کے الفضل کی فائلیں تو میں بھی بنا رہی ہوں۔ تم میرے پاس آجایا کرو یا گھر لے جانا ہوں تو لے جایا کرو“ کیسی شفقت تھی دل انتہائی محبت کے جذبات سے لبریز ہو گیا۔ عرض کی چھوٹی آپا صبح کتنے بجے آکر لے جایا کروں۔ فرمایا میرے پاس تو صبح سورج نکلنے سے پہلے ہی قرآنِ مجید پڑھنے والی طالبات آنے لگتی ہیں۔ جب چاہو آجایا کرو۔ اس طرح کام بھی آسان ہو گیا اور روزانہ آپ سے ملاقات بھی ہو جاتی، گرمیوں میں اپنے باغ کے آموں کا تحفہ بھیجتیں۔ ہم نے قدم قدم پر اللہ پاک کے ایسے کرم دیکھے ہیں کہ بیان کی طاقت نہیں۔ الحمدللہ۔ اکتوبر 1996ء میں اپنے بیٹے کی دعوتِ ولیمہ کے لئے دعوت دی تو خرابیٔ صحت کے باوجود تشریف لائیں اور گھر بھر کی خوشیوں کو دوبالا کیا۔

خدمات شعبہ مصباح

بحیثیت سیکرٹری مصباح 1990ء سے شروع کر کے بارہ سال خدمت سرانجام دی۔ اس میں بھی دل ڈال کر کام کیا۔ اس وقت کراچی کی گیارہ قیادتوں میں سے آٹھ قیادتوں کے مصباح ربوہ سے صدر لجنہ کراچی کے نام احمدیہ ہال میں آتے تھے۔ رسالوں کی تعداد کے مطابق بِل آجاتا مگر سارے مصباح فروخت نہیں ہوتے تھے قرض بڑھتا چلا جاتا اور ایسا کوئی فنڈ نہیں تھا جس سے قرض ادا ہوتا۔ مسز ناصر نے چارج لیا تو اس میں اور بھی بہت سے مسائل تھے مصباح کی قیمت بڑھ گئی تھی اور قیادتوں کی تعداد بھی۔ حکمت سے کام کیا سارا انظام ہی بدل دیا۔ مصباح منگوانے کی ذمہ داری قیادتوں کی نگرانوں پر ڈال دی۔ رسالہ کا چندہ بجائے ماہانہ کے سالانہ ادا کرنے لگیں۔ مصباح

کے خریداروں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا مصباح کی مالی معاونت بھی بہت بڑھ گئی۔ اس طرح نہ صرف قرض ادا ہو گیا بلکہ جب اس کام سے سبکدوش ہوئیں تو پس انداز کی ہوئی خاصی رقم دفتر میں جمع کروائی۔

خدمات قیادت نمبر 9

سیکرٹری مال قیادت نمبر 9 قریباً سولہ سترہ سال کام کیا اس قیادت میں بہت بڑا علاقہ شامل تھا۔ اس پھیلاؤ کی وجہ سے باوجود انتہائی کوشش کے سال بھر میں ایک ایک گھر سے رابطہ کرنا مشکل ہو گیا تو صدر صاحبہ کراچی کو صورت حال سے آگاہ کیا آپ نے مکمل جائزہ لے کر سارے علاقے کو تین قیادتوں میں بانٹ دیا اپنی نگرانی میں سب جگہ انتخاب کروائے۔ ان کو باقاعدہ انتخاب کے مطابق مرکز کی منظوری کے ساتھ گلشن اقبال غربی قیادت نمبر 18 کی صدر مقرر کیا گیا۔ یہ ذمہ داری 1999ء سے 2001ء تک سرانجام دی۔

منفرد خصوصی خدمات کی توفیق

1989ء میں ہم نے جماعت کے صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر مجلہ المحراب تیار کیا یہی سال لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی کے قیام کو پچاس سال ہوئے تھے۔ اس میں ہم نے محسنات کے عنوان سے کراچی لجنہ کی خدمت گزاروں کے مختصر حالات شامل کئے تھے۔ ان میں ایک نام ج ع صاحبہ کا تھا جو کراچی کی ایک سرگرم رکن تھیں مسز ناصر کے لئے یہ نام نامانوس تھا کیونکہ ان کے کراچی آنے سے پہلے انہوں نے احمدیہ ہال آنا چھوڑ دیا تھا۔

ان محترمہ کی خدمات کا عرصہ قریباً بیس سال پر محیط تھا۔ ان کے ذکر میں ایک جملے نے مسز ناصر کو چونکا دیا۔ لکھا تھا "اپنے بارے میں سب سے بڑا اعزاز مجھے حضرت نواب مبارکہ صاحبہ رضی اللہ

عنہانے دیا۔ سیرت النبی ﷺ کا جلسہ تھا۔ حضرت بیگم صاحبہ کی تقریر بھی تھی۔ جب میری تقریر ختم ہوئی تو خود میرے آنسو بہہ رہے تھے جب میں بیگم صاحبہ کے پاس گئی تو ان کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ رہے تھے انہوں نے فرمایا۔ ''ظالم تو نے غضب کر دیا تمہارے بعد تو بولنے کو دل نہیں چاہتا'' یہ سب سے بڑا خراج تحسین تھا جو مجھے حاصل ہوا۔ اس کے بعد مجھے کبھی تعریف کی حاجت نہیں ہوئی'' مسز ناصر نے چند پرانی ممبرات سے ان کے متعلق جاننے کی کوشش کی تو پتہ لگا کہ وہ ایک معروف صحابی کی پوتی ہیں کسی مالی مجبوری سے حضرت اقدس علیہ السلام کے کچھ خطوط فروخت کرنے پڑے تھے۔ ان دنوں وہ شدید علیل ہیں اور کئی قسم کی تکالیف میں مبتلا ہیں۔ کسی عزیزہ کے ساتھ رہتی ہیں گوشہ نشینی کی زندگی ہے ملنا جلنا پسند نہیں کرتیں۔ مسز ناصر کو خیال آیا کہ ہو سکتا ہے ان کے پاس اور بھی نوادرات ہوں۔ کسی طرح حاصل ہو سکیں تو اچھا ہے۔ مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ مرکزیہ اور صدر صاحبہ لجنہ کراچی کی اجازت سے خیریت پوچھنے ان کے گھر چلی گئیں یہ نومبر 1995ء کی بات ہے جمعہ کا دن تھا۔ پھر آنا جانا رکھا تحفے تحائف سے راہ و رسم بڑھائی۔ اعتماد حاصل کیا تو وہ آہستہ آہستہ کھلنے لگیں۔ اس دوران دعائیں کیں اور کروائیں۔ ایک خواب سے رہنمائی ملی خواب میں ایک صندوق دیکھا جسے کھولنے پر ایک بلی اپنا بچہ لے کر بھاگی اس میں ایک انسانی ڈھانچہ بھی تھا۔ جس کی تعبیر خزانہ تھی۔ ایک دن ان کے پاس پہنچ گئیں۔ ہمدردی سے باتیں کیں۔ حالت بہت تکلیف دہ تھی بستر سے اٹھ نہ سکتی تھیں۔ مسز ناصر خیریت پوچھ کر آنے لگیں تو کہا کہ میں دوبارہ بھی آؤں گی ج ع صاحبہ نے کہا کہ آپ جب مرضی آئیں مگر میں دروازہ نہ کھول سکوں گی اس کھڑکی سے چابی پکڑا سکتی ہوں آپ خود اندر آجانا اور جاتے ہوئے باہر سے تالا لگا کر یہیں سے چابی مجھے دے دینا۔ اسی ترکیب سے دو تین دفعہ جانے پر انہیں کچھ اعتماد ہوا تو وہ راز کھول دیا جس کی وجہ سے انہیں پیچھے ہٹنا پڑا تھا۔ بہت افسوسناک بات تھی بتایا کہ پیسوں کی ضرورت تھی میرے دادا جان کی کوئی بھی چیز میرے پاس تھی جو میں نے بیچ دی۔ مسز ناصر نے درخواست کی کہ کوئی تبرک ہیں تو مجھے بھی دکھا دیں بتایا کہ پارٹیشن کے وقت بہت کچھ ضائع ہو گیا۔ ایک صندوق تھا

جو میں نے... صاحب کو دے دیا تھا بہت قریب جا کے سننے پر بھی نام واضح نہ ہوا۔ انہوں نے اپنے زمانے کے ایک ٹیپ ریکارڈر اور آڈیو کیسٹس کی بھی نشان دہی کی جس میں بعض خواتین مبارکہ کی تقاریر ریکارڈ کی تھیں۔ لجنہ کے دفتر میں آکر تلاش کرنے پر سب کچھ مل گیا جو خلافت لائبریری ربوہ کے حوالے کر دیا گیا۔ ج ع صاحبہ کی صحت اور کچھ معاونت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کی درخواست پیش کی تو آپ نے دعاؤں سے نوازا۔

14 / جنوری 1996ء کے مکتوب میں تحریر فرمایا ”آپ کا خط ملا۔ شعبہ اشاعت لجنہ کراچی کے لیے آپ کی خدمات کو اللہ قبول فرمائے اور بہترین جزا دے۔ باقی جہاں تک (ج ع) صاحبہ کا تعلق ہے۔ ان کے متعلق کسی جماعتی مدد کے لئے کوئی کارروائی آپ کے پیش نظر ہو تو اس کے لئے امیر صاحب کراچی سے رابطہ کریں۔ ان کی طرف سے سفارش ہوئی تو مدد کی جائے گی، بہر حال آپ نے جو ہمدردانہ کاروائی کی ہے اس کا شکریہ۔ جزاك الله احسن الجزاء۔“

ایک دن اطلاع ملی کہ ج ع صاحبہ وفات پا گئی ہیں ہم سب کو افسوس ہوا۔ مسز ناصر کہتی ہیں کے وہ دو وجہ سے قابل رحم تھیں ایک تو صحت دوسرے اندر کی خلش جس کا اظہار کئی بار ہوتا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ کے کرم سے وہ صندوق بھی مل گیا۔ ہوا یہ کہ ایک دن مکرمہ شکیلہ طاہر کا فون آیا کہ کوئی صاحب ہمارے گھر پر صندوق چھوڑ گئے ہیں۔ پرانے کاغذات ہوں گے۔ امی کو سانس کی تکلیف ہو جاتی ہے اور میں صرف دو دن کے لئے آئی ہوں۔ آپ اس پراجیکٹ پر کام کر رہی تھیں آپ کا حق ہے کہ اسے وصول کر لیں۔ شکیلہ طاہر ہمارے شعبہ اشاعت کی ایک رفیق کار کی باصلاحیت بیٹی ہیں۔ جو ان دنوں خلافت لائبریری میں کام کر رہی تھیں۔ مسز ناصر بیمار تھیں چند دن ہسپتال میں داخل رہی تھیں ابھی کمزوری باقی تھی مگر سب کچھ پس پشت ڈال کر اطہر بیٹے کو ساتھ لے کر گئیں اور باکس لے آئیں۔ باکس آیا تو اسی کونے میں ہاتھ مارا جہاں خواب میں انسانی ڈھانچہ دیکھا تھا جو

لفافہ ہاتھ لگا اس میں ہمارے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خطوط تھے فوراً مکرمہ آپا سلیمہ صاحبہ اور خاکسار کو اطلاع دی میں اسی وقت اپنی بیٹی امۃ الشافی کے ساتھ ان کے گھر پہنچی۔ صندوق دیکھ کر ہی جذبات پر قابو رکھنا مشکل تھا۔ ہم نادر و نایاب یادگار سامان دیکھنے جا رہے تھے جن کا تعلق ہمارے پیارے امام زماں علیہ السلام سے تھا۔ پہلے میں نے مسز ناصر کو گرمجوشی سے مبارکباد دی کچھ دیر وہ کچھ بول نہ سکیں پھر بڑی عاجزی سے کہنے لگیں "اس میں میرا کوئی کمال نہیں ہے۔ میری کوئی بہادری نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہی کوئی سلسلہ رکھا ہوتا ہے اسی کا تصرف ہوتا ہے۔ خود ہی اسباب پیدا فرماتا ہے کسی سے کوئی کام لے لیتا ہے۔ اسی کی مہربانی ہے۔ پیارے حضور کی دعائیں ہیں۔ پھر آپا سلیمہ صاحبہ کی شفقتیں جن کا مضبوط ہاتھ ہمیشہ پشت پر ہوتا جس سے حوصلہ بڑھتا۔ میرے اندر کام کی لگن تھی جسے بشریٰ داؤد اور آپ کو دیکھ کر بڑھاوا ملا۔ معاملے کی تہ تک پہنچنا اور کام کو مکمل کر کے چھوڑنا بھی عادت رہی ہے۔ شکر ہے اس اللہ پاک کا جو مسبب الاسباب ہے" دعا کر کے اس صندوق کو کھولا جو جست کی موٹی چادر سے سیالکوٹ کا بنا ہوا تھا۔ اس ڈھکنے کے اندر ایک اور ڈھکنا تھا اسے کھولا تو ایک لوہے کا گز ملا جو ڈھکنا کھول کے اسے گرنے سے بچانے کے لئے سہارا دینے کے لئے تھا۔ اندر کاغذات ہی کاغذات تھے ہم نے اس میں موجود ہر کاغذ کی فہرست بنائی۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے دست مبارک کے خطوط اور چھوٹے سائز کے لفافے جن پر آپ علیہ السلام کے دستِ مبارک سے پتے لکھے ہوئے تھے۔ یہ 1906ء 1907ء اور 1908ء کے تھے۔ کچھ مضامین کچھ ڈائریاں تھیں جیسے ملفوظات یا درس کے نوٹس ہوں۔ کئی بزرگ ہستیوں کے خطوط تھے حضرت اقدس علیہ السلام کی وفات کی اطلاع کی تحریریں تھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں رپورٹ پیش کی تو آپ نے 18/ کتوبر 1996ء کے مکتوب میں دعاؤں سے نوازا:

"جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ تبرکات کے حصول والا تو ماشاءاللہ آپ نے بڑا عظیم کارنامہ سرانجام دیاہے۔ بڑی خوشی ہوئی ہے ورنہ تو یہ ضائع ہو جانا تھا اللہ آپ کو صحت و عافیت والی فعال زندگی عطا فرمائے۔"

مسز ناصر کو ابھی ایک آس باقی تھی کہ مرحومہ کے گھر سے کچھ مل سکتا ہے ان کی عزیزہ سے رابطہ کیا۔ انہوں نے ایک فائل دی جس میں ان کے کچھ خاندانی خطوط تھے۔ ہمارا خیال تھا کہ یہ غیر اہم ہیں۔ اسے اچھی طرح سمجھایا کہ ہمیں جماعت کے اکابرین کے کاغذات دیں گی تو آپ کو بھی فائدہ ہو گا۔ ہم نے دستیاب ہونے والے خاندانی خطوط حضرت صاحب کی خدمت میں براہ راست بھجوائے اور ساتھ درخواست کی کہ جن لفافوں پر حضرت اقدس علیہ السلام کے دست مبارک سے پتے اور آپ علیہ السلام کے دستخط ہیں ان میں سے اگر اجازت ہو تو ہم ایک ایک رکھ لیں۔ تبرک کے لئے۔ آپ کا بڑا پیارا جواب آیا

10.3.97

عزیزہ مسز ناصر ملک صاحبہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

آپ کا خط ملا جس کے ساتھ آپ نے... کے دیے ہوئے کچھ خطوط بھی بھجوائے ہیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء ...خانگی باتوں والے جو خطوط ہیں۔ وہ آپ کی نظر میں اہم ہوں یا نہ ہوں۔ مگر جماعتی لحاظ سے بڑے اہم ہیں... اس لئے ایسے خط آئندہ بھی اگر آپ کو ملیں تو لے کر مجھے بجھوادیں۔ باقی آپ نے جو لفافے تبرک رکھنے کے لئے مانگے ہیں۔ وہ بے شک لے لیں۔ آپ

نے ماشاء اللہ یہ بڑی تاریخی خدمت کی ہے۔ آپ کا یہ حق بنتا ہے۔ ضرور لے لیں۔ جَزَاکُمُ اللّٰہ تَعَالٰی اَحسَنُ الْجَزَاء۔"

اس کے بعد ایک اور فائل ملی۔ وہ اس طرح کہ کسی نے مسز ناصر کو اطلاع دی کہ آپ کے گھر کے نیچے سیڑھیوں میں ایک خاتون بیٹھی ہیں جو خون سے لت پت ہیں آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔ دیکھا تو ج ع صاحبہ کی وہی عزیزہ تھیں بہت برے حال میں ناک سے مسلسل خون جاری تھا انہیں طبی امداد دی کچھ ہوش آئی تو اپنے پرس سے ایک فائل نکال کر دی۔ انہیں کچھ رقم بھی دی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ہماری عاقبت سنوار دے آمین۔

حضرت سیٹھ اسمٰعیل آدمؓ

قدرت نے ان کو ایک بہت مفید کام لینے کے لئے چن لیا، تمہید یہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت سیٹھ اسمٰعیل رضی اللہ عنہ کا تعلق میمن برادری سے تھا 1873ء میں بمبئی میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام آدم تھا۔ 1896ء میں تحریری بیعت کی 1898ء میں قادیان تشریف لائے۔ عقیدت و اخلاص میں بہت ترقی کی۔ خطبہ الہامیہ کے دن والی گروپ فوٹو میں شامل تھے۔ ان کے پاس حضرت اقدس علیہ السلام کے قیمتی محبت بھرے خطوط بھی تھے۔ پاکستان بنا تو ہجرت کر کے کراچی آ گئے اور یہیں 1957ء میں وفات پائی۔ تدفین میمن برادری نے اپنے قبرستان میں کی۔ ان کی آل اولاد، حالات زندگی اور قبر کے متعلق معلومات کی جماعت کو ضرورت تھی۔ مربی سلسلہ مکرم مولانا عبد المالک خان نے آپ کی یاد میں ایک مضمون لکھا جو 28/ جنوری 1958ء الفضل ربوہ میں شائع ہوا تھا اس کا آخری پیرا تھا "سیٹھ صاحب کے اعزا، میمن قوم کے معززین جماعت کے افراد سیٹھ صاحب کے مکان پر جمع ہو گئے۔ تجہیز و تکفین کے بعد آپ کا جنازہ میمن قبرستان میں لے جایا گیا جہاں خاکسار نے نماز جنازہ پڑھائی اور پھر اس قبرستان میں ان کی نعش

کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ مکرم جناب چودھری عبد اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ نے تمام احباب سمیت سیٹھ صاحب رضی اللہ عنہ کی ترقیٔ درجات کے لئے لمبی دعا کی اور آپ کے بچوں اور رشتہ داروں کو صبر کی تلقین فرمائی اور ایسے موقع پر آنحضرت ﷺ کا جو طریق ہوا کرتا تھا اس کو بیان فرمایا میں اس موقع پر ان تمام معززین کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جنہوں نے سیٹھ صاحب کی تجہیز و تکفین میں جماعت احمدیہ کی مدد فرمائی۔ فجزاھم اللّٰہ احسن الجزا۔ احباب جماعت سے گزارش ہے کہ جو دوست حضرت سیٹھ صاحب رضی اللہ عنہ مرحوم کے حالات زندگی کے متعلق کچھ جانتے ہوں وہ تحریر فرما کر انجمن احمدیہ بندر روڈ کراچی کے پتہ پر روانہ فرمائیں تا کہ ان امور کو اس کتاب میں شامل کر لیا جائے جو سیٹھ صاحب کے لڑکے سیٹھ صاحب کے حالات زندگی کے متعلق شائع کرنا چاہتے ہیں۔"

ربوہ میں شعبہ تاریخ میں کراچی کی شکیلہ طاہر صاحبہ کام کرتی تھیں انہوں نے مسز ناصر سے ذکر کیا کہ آپ کراچی میں رہتی ہیں وہاں ان کے خاندان کے افراد کو تلاش کر کے کوشش کریں کہ مطلوبہ معلومات مل جائیں۔ ستمبر 1997ء کو شکیلہ نے ایک فائل دکھائی جس میں سیٹھ صاحب کی یاد میں لکھے گئے دو مضامین تھے اور صاحبزادہ مرزا غلام احمد کے کراچی کی انتظامیہ کے نام کچھ خطوط تھے جو مختلف لوگوں کو مزار کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے لکھے گئے تھے۔ مسز ناصر نے ان کا مطالعہ کیا تو اندازہ ہوا کہ کام مشکل ہے پہلے کوشش بھی ہو چکی تھی۔ خطوط میں انہیں ایک نام رفیعہ محمد صاحبہ کا نظر آیا جو کچھی میمن تھیں اور ہمارے شعبہ اشاعت میں کام کرتی تھیں۔ اپنے خاندان کے بارے میں ایک کتاب "میری کہانی" لکھی تھی۔ کچھ امید کی کرن نظر آئی۔ حضرت صاحب کو دعا کے لئے خط لکھا۔ جس میں اپنا ایک خواب بھی لکھا تھا۔ حضور رحمہ اللہ کا جواب موصول ہوا کہ آپ کے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو تقویٰ میں بڑھائے گا۔ ستاری کا سلوک کرے گا اللہ آپ کو مقصد میں کامیاب کرے۔ بہت امید ہو گئی کہ غیب سے سامان

ہو جائے گا۔ کراچی آکر آپا رفیعہ سے معلومات کرنا چاہیں تو ان کا رویہ قدرے خشک سا تھا۔ وہ اس خاندان کی پرانی واقف تو تھیں مگر تعلقات میں ایک ناکام رشتے کی بدمزگی سے رخنہ آچکا تھا اور ملنا جلنا بند تھا۔ ان کی بہن کی شادی سیٹھ صاحب رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہاشم سے ہوئی تھی جو چار مہینے میں تکلیف دہ حالات میں ختم ہوگئی تھی۔ اس کا ذکر ہی انہیں دکھی کر دیتا۔ انہیں بڑی عاجزی سے سمجھایا کہ پرانی باتیں دفن کریں مسئلہ ایک صحابی کی قبر معلوم کر کے کتبہ لگانے کا ہے تو وہ مدد کرنے پر آمادہ ہوئیں۔ آپا رفیعہ نے اپنے بھائی عارف ستار صاحب کے ذریعے ہارون صاحب کا فون نمبر رہائش کا پتہ اور کچھ معلومات لے کر دیں ان کے مطابق سیٹھ صاحب کے چار لڑکے تھے۔ آدم، داؤد، محمد، ہاشم۔ داؤد کی بیوی کا نام رقیہ بائی تھا ان کی دو بیٹیاں ہاجرہ اور امینہ تھیں۔ جن کو گھر میں ہاجو ماں اور امو ماں کہتے تھے۔ دونوں بہنوں کی شادیاں دو بھائیوں سیٹھ ہارون جعفر اور سیٹھ عیسیٰ جعفر سے بنگلور میں 1941ء میں ہوئیں عیسیٰ جعفر کراچی کی مشہور شخصیت تھے کسی ملک کے ایمبیسیڈر بھی رہے تھے۔ ہاجو ماں پہلی بچی کی پیدائش کے بعد طاعون سے وفات پا گئیں ان کی بچی امو ماں نے پالی۔ آپا رفیعہ نے ہارون صاحب سے فون پر رابطہ کیا اور امو ماں سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ انہوں نے بتایا کہ امو ماں شدید بیمار ہیں۔ ہسپتال میں داخل ہیں۔ جب گھر آئیں گی تو وہ ہمیں بتائیں گے۔ پہلے تو سوچا کہ وقت ضائع کئے بغیر ہسپتال میں ہی ان سے ملاقات کی جائے مگر کوئی صورت نہ بنی۔ آخر یکم دسمبر کو فون کرنے پر ہارون صاحب نے آپا رفیعہ کو بتایا کہ امو ماں گھر آگئی ہیں اگرچہ بہت کمزور ہیں بے ہوشی کی سی کیفیت ہے آپ چاہیں تو مل سکتی ہیں۔ یہ دونوں خواتین کچھ انتظار کر کے 12/ دسمبر کو کچھ تحائف بھی لے کر ان کے گھر پہنچیں۔ ان کی بیٹی شاہین نے اچھی طرح استقبال کیا۔ امو ماں کے کمرے میں گئے ان کا صرف چہرہ کھلا تھا باقی جسم چادر سے ڈھکا ہوا تھا قریب جا کر جھک کر سلام کیا۔ مسز ناصر نے کہا میں آپ کے دادا کی برادری کی ہوں۔ اس پر ان کی بجھتی ہوئی آنکھوں میں چمک محسوس ہوئی۔ نیز بتایا کہ وہ ہمارے بزرگ تھے ہم جاننا چاہتے ہیں کہ ان کی آل اولاد کس حال میں ہے ہم ان کی قبر پر دعا کرنا چاہتے ہیں اس پر کتبہ لگانا

چاہتے ہیں۔ بڑی مشکل سے بولیں کہ ''میرے بابا کا بھی'' تاریخ احمدیت کی جلد دوم میں سے خطبہ الہامیہ کے وقت کی ان کے دادا کی تصویر دکھائی اور بتایا کہ ہمارا مقصد صرف ان کی قبر پر دعا کرنا ہے۔ ان کا کتبہ لگانا ہے۔ ہارون صاحب احمدیت کے ذکر پر کچھ گھبر ائے اور مخالفانہ باتیں شروع کیں ان کی ایک بیٹی امریکہ سے آئی ہوئی تھیں۔ بیٹیاں تعلیم یافتہ اور غیر متعصب تھیں مہمانوں کے آنے کا مقصد جان کر انہیں کچھ ہمدردی ہوگئی انہیں ڈرائنگ روم میں لے گئیں اپنے والد کے مخالفانہ رویے کو دیکھ کر چپ نہ رہ سکیں کہا کہ کسی کو کسی کے مذہب میں مداخلت کا حق نہیں ہوتا میرے علم میں ہے آپ نے نانا جان سے اچھا نہیں کیا تھا اگر امی کے دادا احمدی تھے تو ان کی مرضی کی جگہ پر دفن کی اجازت کیوں نہ دی۔ اس دن بات بڑھانا مناسب نہ لگا۔ دعا سلام اور خیریت پوچھ کر واپس آگئیں مگر ہارون صاحب سے قبر معلوم کرنے کا مرحلہ باقی تھا۔ دعا کرنے اور کرانے پر زور تھا۔ مسز ناصر کہتی ہیں ایک دن فجر کی نماز میں سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلیٰ کہنے کے ساتھ ہی ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی بہت دیر اس میں ڈوبی رہی۔ دل کو حوصلہ ہوا کہ کامیابی کی راہیں کھلیں گی۔ کراچی کی صدر لجنہ اور خاکسار راقم الحروف پل پل ان کے ساتھ تھیں سب کے مشورے سے طے پایا کہ بہت نرمی اور ادب اداب سے کسی طرح انہیں یقین دلایا جائے کہ ہمارا مقصد انہیں کوئی نقصان پہنچانا نہیں ہے نہ ہی ان کے خاندانی امور میں کوئی دخل اندازی کریں گے بس آپ ہمیں قبر دکھادیں آپا رفیعہ نے ایسے ہی بات کی۔ ہارون ساحب نے کہا ٹھیک ہے آپ کل آجائیں میں قبرستان لے جاؤں گا۔ مسز ناصر اپنے بیٹے اطہر احمد کے ساتھ گاڑی میں آپا رفیعہ کو لے کر ان کے گھر چلی گئیں۔ ہارون صاحب ان کی گاڑی میں ہی بیٹھ گئے اور اطہر کو راستہ بتانے لگے۔ محمد علی جناح روڈ سے سول ہسپتال والی سڑک پر آئے اور دائیں بائیں گاڑی مڑواتے ہوئے ایک سبز رنگ کے گیٹ والے قبرستان پر رکے اس پر کچھی میمن قبرستان کا بورڈ لگا تھا۔ اندر گئے تو پہلے آدم اسمٰعیل کی قبر نظر آئی پھر ہاشم اسمٰعیل کی اور ایک درخت نیچے خاصی اونچی قبر دکھائی جس پر محراب دار کتبہ نظر آیا انہوں نے بتایا کہ اس میں حضرت سیٹھ اسمٰعیل آدم رضی اللہ عنہ مدفون

ہیں کتبہ آدھا مٹا مٹا سا تھا باقی نیچے کے حصے پر فارسی کے دو اشعار لکھے تھے جو پڑھے نہیں گئے۔ لیکن تاریخ وفات 7/ دسمبر 1957ء واضح لکھا ہوا تھا۔ یہی گوہر مقصود تھا۔ سب نے مزار پر دعا کی۔ مگر کھوج میں محنت کرنے والی خواتین کی دعا میں حمد و شکر کا رنگ گہرا تھا۔ واپسی پر ہارون صاحب نے بتایا کہ یہ کتبہ ہاشم نے لگوایا تھا۔ پھر وہ بے تکلفی سے اپنے خاندان کی باتیں بتاتے رہے جب گاڑی قائد اعظم کے مزار کے قریب آئی تو کچھ گھما کر وہ مکان دکھایا جہاں ہاشم کی وفات ہوئی تھی اور پھر وہ مکان دکھایا جو دوسرے بھائی محمد اسمعیل کا تھا۔ جو ان کی بیٹی خیر النساء اور ان کے بیٹے نادر مرزا کی ملکیت میں ہے۔ وہ تو دوبئی گئے ہوئے ہیں نیچے کا حصہ کرائے پر دیا ہوا ہے سامان اوپر کی منزل میں بند ہے۔ نادر سے چابی لے کر دکھایا جاسکتا ہے ہو سکتا ہے اس میں کوئی آپ کے کام کے کاغذات ہوں۔ واپسی پر ان کے گھر تھوڑی دیر کے لئے رکے تو ہارون صاحب نے خانہ کعبہ کی نادر و نایاب تصاویر دکھائیں جن کی ان کی اجازت سے وڈیو بنالی اوران کے تعاون پر بہت شکریے کے ساتھ خدا حافظ کہا۔

قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نظارے دیکھے۔ 29/ دسمبر کو صاحبزادہ مرزا غلام احمد صدر کمیٹی خلافت لائبریری ربوہ کی خدمت میں اس وقت تک کی کامیابی کی مکمل رپورٹ ارسال کر دی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

اب کام کا دوسرا مرحلہ تھا کہ حضرت سیٹھ صاحب رضی اللہ عنہ کے کوئی کاغذات ہوں تو مل جائیں۔ ہم فون کرکے اموماں کی خیریت پوچھتے رہے۔ 6/ جنوری کو ہارون صاحب نے بتایا کہ ان کی نادر مرزا سے بات ہوئی ہے وہ کہتے ہیں کہ جہاں تک انہیں علم ہے مکان تبدیل کرتے وقت کاغذات جلا دئے گئے تھے۔ 5/ فروری کو مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد کا دعاؤں کا خط ملا اور ہماری کامیابی پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔ چند دن بعد ہماری صدر صاحبہ امۃ الحفیظ محمود بھٹی نے مکرم امیر

صاحب جماعت کراچی کا پیغام دیا کہ آپا رفیعہ صاحبہ اور مسز ناصر کو گیسٹ ہاؤس میں بلایا ہے۔ موصوف نے ساری تفصیل پوچھی اور کام کو سراہا۔ دعائیں بھی دیں۔اسی دن شام کو امو ماں کی وفات کی خبر ملی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

قادیان دارالامان کی زیارت

اللہ پاک کے خاص فضل سے کئی مرتبہ جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔1990ء کا سفر اس طرح یادگار بن گیا کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے خواب میں ایک خوش خبری عطا کی جو کئی سال بعد معجزانہ رنگ میں پوری ہوئی اس جلسے میں اپنی امی جان اور اور مکرمہ امۃ الشافی سیال کے ساتھ گئی تھیں وہاں کتب کا سٹال لگایا اور جلسہ گاہ میں ڈیوٹی بھی دی۔ خدمت کے راستے تلاش کرنے میں ماہر ہیں۔ قادیان سے واپسی پہلے قافلے کے ساتھ ہونی تھی۔ مگر امی کی طبیعت ٹھنڈ لگنے سے خراب ہوگئی۔ ان کو وہاں چھوڑ کر آنے کی وجہ سے دل بے حد پریشان تھا عجیب کرب کی حالت میں سارا سفر دعاؤں میں درود شریف پڑھنے میں گزرا۔اس تکلیف میں دعا کر رہی تھیں کہ 7؍جنوری 1991ء کو اللہ تعالیٰ نے ایک عجیب نظارہ دکھایا عشاء کی نماز کے بعد خواب دیکھا بیان کرتی ہیں ”ایک چبوترہ نما خاصی بڑی سی جگہ ہے۔ ایک طرف فاصلے پر میں کھڑی ہوں۔ سر اٹھا کر دیکھتی ہوں تو خانہ کعبہ اس چبوترے کے درمیان میں ہے۔کچھ عرب عورتیں لمبے چوغے پہنے وہاں نظر آتی ہیں۔ میں سوچتی ہوں سنا ہے یہ ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں مانگتے مجھے قریب نہ ہونے دیں گی۔ جونہی وہ پرے ہوتی ہیں۔ میں تیزی سے اس جوش کے ساتھ کہ خانہ کعبہ پر نظر پڑتے ہی جو دعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے۔بے ساختہ غلافِ کعبہ ایک کونے سے دونوں ہاتھوں سے ہٹا کر بار بار بوسے لیتی ہوں اور مسلسل بہتے آنسوؤں سے ایک ہی بات تکرار سے کہتی ہوں کہ اے میرے اللہ میں تجھ سے کچھ نہیں مانگتی سوائے تیری محبت کے بس تو مجھے اپنا اور اپنے پیاروں کا قُرب دے

دے۔ پھر کسی کو پوچھتی ہوں کہ یہاں حجرِ اسود بھی ہے۔ آواز آتی ہے وہ سامنے کھڑکی کے پٹ کھولو۔ اس طرف بڑھتی ہوں۔ پٹ کھولنے پر اخبار کا صفحہ سا نظر آتا ہے۔ اسے ہٹانے پر سامنے سیاہ رنگ کا پتھر ہے۔ سلاجیت کی طرح سیاہ اور چمکتا ہوا رنگ ہے۔ میں اسے بھی چومتے ہوئے اپنی وہی دعا دہراتی ہوں ''مجھے کچھ نہیں چاہیے میرے مولا بس تیرے سوا کچھ نہیں چاہئے'' پھر ایک دم اذان کی طرح لاؤڈ سپیکر پر عربی زبان میں کوئی کچھ بول رہا ہے۔ مجھے لگتا ہے اب سب لوگ طواف کریں گے اور میں بھی چلنے لگتی ہوں۔ سامنے زینے ہیں۔ آہستہ سے اس طرف سے نیچے اترنے لگتی ہوں۔ سامنے کافی لوگ چارپائیوں پر ٹولیوں کی شکل میں بیٹھے ہیں سب کی پشت مجھے دکھائی دیتی ہے۔ دل کہتا ہے۔ ان میں آنحضرت ﷺ بھی بیٹھے ہوں گے۔ (خواب میں بھی خوف ہے کہ لوگوں کو پتہ لگ گیا کہ میں احمدی ہوں تو مجھے نکال دیں گے)'' یہ خواب اس لئے لکھا ہے کہ صفائی سے پورا ہوا۔ ویسے کئی دفعہ ایسا ہوا کہ مجھے خواب سنایا اور پھر وہ پورا ہوا۔ یہ اللہ پاک کا ان پر خاص احسان ہے۔

اسی سال اللہ تعالیٰ کے ایک غیر معمولی احسان کی روداد پڑھیے حمد و ثنا کے ساتھ ذکر کرتی ہوں۔

9؍فروری کو ان کے بھائی مکرم مرزا افضل مربی سلسلہ امریکہ سے کراچی آئے۔ سفر میں پیارے حضور رحمہ اللہ کی قدم بوسی کے لئے لندن رکے۔ حضور رحمہ اللہ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو ان کے ہاتھ پیارے حضور نے ان کے لئے دعاؤں سے معطر خط کے ساتھ ایک خوب صورت سوٹ کا کپڑا بھیجا تھا۔ جس کی پیکنگ بھی بہت خوب صورت تھی۔ بھائی کا آنا خوشی کی بات ہوتی ہے مگر یہ تو بہت بڑی خوشی لے کر آئے تھے فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔ پیارے حضور رحمہ اللہ کے احسانات ان گنت ہیں۔

فریضۂ حج ادا کرنے کی سعادت

عبادت اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان رازداری کے تعلقات اور عجز و نیاز کے معاملات ہوتے ہیں۔ مسز ناصر کے محسوسات انہی کے الفاظ میں پیش کرتی ہوں:

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

1998ء میں بڑی بیٹی ڈاکٹر ثمینہ فواد جو ان دنوں ریاض (سعودی عرب) میں رہتی تھی کے ہاں بچے کی پیدائش متوقع تھی اس کا آپریشن ہونا تھا اور پہلی بچی طوبیٰ قریباً ڈیڑھ سال کی تھی۔ اس کو سنبھالنا مشکل تھا اس لئے وہ ہمارے پاس کراچی آگئی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے نومبر میں وقف نو بیٹے فضل الرحمٰن سے نوازا۔ بچہ ایک مہینے کا ہوا تو اسے واپس جانا تھا۔ بچے چھوٹے تھے۔ اس لئے میرا ویزا لگوا کر مجھے بھی ساتھ لے گئے۔ وہاں رمضان المبارک کا مہینہ آیا۔ جس کا اپنا ہی لطف تھا۔ چھٹی کے دن جماعت کے احباب ایک جگہ اکٹھے ہو جاتے نمازیں، درس، افطاری، تراویح نفل مل کر پڑھتے سحری کر کے گھروں کو آتے۔ عید الفطر بچوں کے ساتھ منائی۔ اگلے روز اس علاقے کے پہلے جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے۔ مکرم امیر صاحب کا افتتاحی خطاب و دعا رقت آمیز تھا۔ دعاؤں کا خوب موقع ملا اس کیفیت میں اچانک مجھے اللہ پاک نے ایک نظارہ دکھایا۔ میں نے دیکھا میرا بیٹا اطہر احمد میرے سامنے کھڑا ہے اور میں بڑے درد سے اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے فریاد کرتی ہوں کہ یا اللہ! تیرے لئے کیا مشکل ہے اس کے دل سے پاکستان سے باہر جانے کا خیال مٹا دے۔ یا اس کی خواہش پوری کر کے کسی پُر امن جگہ پہنچا دے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ نے مضطر کی دعا سن لی گھر آئی تو کراچی سے ملک صاحب نے یہ خوشخبری سنائی کہ۔ مبارک ہو۔ اطہر بخیر و عافیت کینیڈا پہنچ گیا ہے۔ میری حالت ناقابل بیان تھی۔ فون ثمینہ کو پکڑا دیا۔ آنکھوں سے غم اور خوشی کے آنسو بہہ

رہے تھے۔ پورا وجود خدا کی حمد سے بھرا ہوا تھا الحمدللہ۔ اطہر بیٹے سے فون پر بات ہوئی۔ مبارکباد اور دعائیں دیں وہ کہنے لگا اللہ تعالیٰ کے گھر کے پاس پہنچی ہوئی ہیں ہو سکے تو حج کر لیں۔ اس کی بات سے میری عجیب کیفیت ہوئی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ مجھ جیسی ناچیز اپنے محبوب، اپنے پیشوا حضرت رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بستی میں پہنچ سکتی ہوں۔ اللہ تو قادر ہے اس کے لئے کیا مشکل ہے مجھ عاجز کی حج کی تمنا بھی پوری کر دے۔ وہ ذات رحمان اور رحیم ہے وہ من کی مرادیں مانگنے پر بھی عطا فرماتا ہے اور بن مانگے بھی جھولیاں بھر دیتا ہے، وہ تو ستر ماؤں سے بڑھ کر پیار کرنے والا ہے۔ میں ایسی ہی سوچ میں گم تھی کہ اس دلوں کے بھید جاننے والے نے میری بیٹی ثمینہ اور داماد فواد کے دل میں ڈالا کہ پہلے امی کے عمرے کا انتظام کرنا چاہئے۔ جلسہ سالانہ کے قریباً پندرہ دن بعد ہم نے حرمین شریفین کی زیارت کا پہلا سفر کیا۔ مدینہ گئے۔ مسجد نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دیکھی روضہ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر دعا کی۔ مدینے سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے تو ذہن میں تھا کہ یہیں کہیں قریب ہی ہو گا لیکن جب گاڑی چلتی ہی چلی گئی تو مکہ سے مدینہ ہجرت کے وہ مبارک مسافر یاد آئے جنہوں نے اونٹوں پر یہ سفر کیا تھا۔ اچھا خاصا فاصلہ ہے اب تو پکی سڑکیں ہیں پھر بھی چار گھنٹے لگے۔ شام کے قریب جب حدود میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے عمرہ کرنے کا ارادہ تھا ہمارے پاس کتاب تھی جس میں ساری ہدایات تھیں کہاں سے داخل ہونا ہے کہاں احرام باندھنا ہے وغیرہ۔ ہدایت کے مطابق احرام باندھ لئے احرام باندھا تو دل کی عجیب حالت تھی مکہ کے قریب آرہے تھے خانہ کعبہ کو دیکھنے کا عجیب شوق تھا۔ خیال تھا کہ رات کے وقت عمرہ کی سعادت حاصل کریں گے ہجوم کچھ کم ہو گا۔ شام کو گئے ہر طرف تیز روشنی اس قدر زیادہ تھی کہ دن کا گمان ہوتا تھا۔ پہلے میں بچوں کے پاس ٹھہری ثمینہ اور فواد طواف کر کے آئے گرمی تھکن اور رش کی وجہ سے خاصی دیر لگی... خانہ کعبہ کی حدود میں داخل ہوئے پہلی سطح کا صحن عبور کر کے چند سیڑھیاں چڑھ کر اگلی سطح تک پہنچتے ہی پیارے کعبہ پر نظر پڑی۔ ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ مولیٰ کریم اس مقدس جگہ کو اس کے اصلی وارثوں کے سپرد کرنے کی راہ ہموار کر دے۔ اس کے ساتھ حقیقی پیار کرنے والے تو اس سے دور رکھے جاتے ہیں۔

ایسا سامان کر کہ وہ یہاں آسکیں سیڑھیاں چڑھتی ہوئی گئی ایک ستون کے ساتھ کھڑی رہی لوگوں کے گروپ تھے خواتین بھی تھیں وھیل چیئر والے ڈولیوں والے تیز تیز بھگا رہے تھے۔ کچھ افریقن عورتیں دیکھیں قد کاٹھ کی وجہ سے جگہ بنا رہی تھیں۔ میری خواہش پوری ہونے کا اللہ پاک نے سامان کیا۔ انڈونیشئن عورتوں کا ایک گروپ اکٹھا طواف کر رہا تھا ان کے قریب چلی گئی اور ساتھ لگے لگے آہستہ آہستہ طواف کرتے ہوئے کعبہ کی طرف کھسکتے کھسکتے عین حطیم کے قریب پہنچ گئی وجد کا عالم تھا پانچویں چھٹے چکر میں دیکھا کہ کعبہ کا غلاف اٹھا ہوا ہے ایک عورت ذرا سا ہٹی تو پردے کو پکڑ لیا اور اس جذب کے وقت بھی وقت کے امام کے لئے دعائیں کیں۔ میری تو یہ حالت تھی کہ ہر چیز سے بے نیاز تھی یہی دل چاہتا تھا کہ سر نہ اٹھاؤں وہیں صبح ہو گئی تو ایک طواف اپنی پیاری ماں کی طرف سے کیا۔ آب زمزم سے پیاس بجھائی۔

اگلے دن فواد غار حرا دکھانے لے گیا۔ ہزارہا دفعہ پڑھا ہوا تھا کہ پہاڑی پر ہے مگر اتنی بڑی پہاڑی ہو گی یہ نہیں سوچا تھا۔ نیچے کھڑی دیکھ رہی تھی آنسو نہیں رک رہے تھے یہاں آقا ﷺ کتنی مشقت سے تشریف لاتے ہوں گے اور ہمارے لئے دعائیں کرتے ہوں گے۔ راستے میں ایک ایک چیز کو اس نظر سے دیکھتی کہ یہاں پیارے رسولِ خدا ﷺ کی نظر پڑی ہو گی یہاں قدم پڑے ہوں گے۔ میں باوجود خواہش کے اوپر نہیں چڑھ سکی مگر میری دعائیں ضرور اوپر چڑھ رہی تھیں۔

حرمین شریف کا دوسرا سفر

حج بیت اللہ کے لئے ہو اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم اور ثمینہ فواد کا دلی شکریہ کہ اس زندگی میں حج کی سعادت کا موقع ملا۔ نیت کرتے ہی ایسا لگا مسبب الاسباب نے گود میں بھر لیا ہے سب کام معجزانہ طور پر ہونے لگے۔ فواد امور داخلیہ سے میرے لئے اجازت لینے گیا تو طویل لائن میں وہ آخر میں کھڑا تھا کام تیز رفتاری سے نہیں ہو رہا تھا۔ باری آنے تک دفتر بند ہونے کا وقت ہو جانا تھا اگلے دن

چھٹی تھی۔ پھر حج پر جانے کا وقت نکل جانا تھا۔ فکر مندی سے دعا کر رہا تھا اتنے میں پشت سے کوئی افسر آیا فواد سے کاغذات لے کر اجازت کی مہر لگادی اور چلا گیا۔ یہ سب کچھ میرے پیارے آقا کی دعاؤں کی قبولیت کے نشان ہیں۔ ہم حج کے لئے روانہ ہوئے ہم پانچ افراد تھے دو بچے طوبیٰ سوا دو سال کی اور فضل الرحمان چار مہینے کا تھا۔ ہمارے علاوہ سات آٹھ گاڑیوں میں دوسرے خاندانوں کا قافلہ جدہ پہنچا۔ جماعت نے مختلف گھروں میں ٹھہرانے کا بہت منظم طریقے سے عمدہ انتظام کر رکھا تھا۔ گاڑیاں وہاں چھوڑ کر بسوں میں سفر کرتے ہوئے۔ سات ذی الحج کو احرام باندھ کر منٰی کی طرف رواں دواں تھے لبیك لبیك اللّٰھم لبیك کی صدائیں دل و دماغ کو مہکا رہی تھیں۔ اس سال جمعہ کے روز حج تھا۔ لہذا وہاں کے لوگوں کے مطابق جمعہ کا حج، حج اکبر کہلاتا ہے۔ جس کا ثواب سات گنا زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے مقامی حاجیوں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔ منٰی میں دوسرے ممالک سے آنے والے احباب جماعت بھی شامل ہو گئے۔ کل تعداد تقریباً 95 تھی۔ جدہ سے شامل ہونے والے خدام اور لجنہ نے سارا انتظام عمدگی سے سنبھال لیا۔ اللہ تعالیٰ بہترین جزا دے۔ ہمہ وقت مستعد رہتے تھے۔ مناسک حج ادا کرتے ہوئے۔ قدم قدم پر دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگی۔ عرفات کے میدان میں نماز جمعہ ادا کی۔ حضور انور کے خطبہ جمعہ سے ایک پیغام ملا۔ آپ نے فرمایا تھا۔ کہ حج ہو رہا ہے۔ احمدی بھی وہاں موجود ہیں۔ وہاں بیت الفتوح کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ اس طرح زیادہ خشوع و خضوع سے دعا کا موقع ملا۔ عصر کی نماز کے بعد مزدلفہ کی طرف تمام حجاج کے قافلے رواں دواں تھے لبیک لبیک اللّٰھم لبیک کی گونج میں مغرب کے بعد پہنچے وہاں کھلے آسمان تلے مغرب عشاء کی نمازیں باجماعت ادا کر کے رمی جمار کے لئے اکھٹے ہوتے ہیں۔ دعائیں کرتے ہوئے کچھ دیر عورتوں کے ساتھ آرام کیا۔ فجر کے لئے پھر منی میں پہنچنا تھا۔ یہاں وقت کی بہت پابندی کرنی ہوتی ہے۔ ہر جگہ کے لئے وقت مقرر ہے۔ یہاں سے آخری مراحل میں داخل ہوئے کنکریاں مارنے کے لئے مردوں کے دو گروپ تشکیل دیئے

گئیے۔ ان کی طرف سے اطلاع کے بعد قربانی کی جاتی۔ خواتین کے لئے دعائیں مانگنے کا بہترین وقت تھا۔ دوپہر کا کھانا جدہ کی جماعت کی طرف سے آگیا۔ الحمدللہ۔

رات تک قربانیوں سے فارغ ہونے کے بعد مردوں نے سر کے بال منڈوائے۔ عورتوں نے ایک ایک انچ بال کاٹے۔ الوداعی سفر کا سوچ کر دل کی حالت عجیب تھی۔ رات کو مکہ مکرمہ پہنچ گئیے۔ خانہ کعبہ کے قریب بہت عمدہ انتظام تھا۔ عورتوں کے علیحدہ سینکڑوں کی تعداد میں باتھ روم بنے ہوئے تھے نہا کر احرام کھول کر کپڑے تبدیل کر کے بہتے آنسوؤں کے ساتھ خانہ کعبہ کا الوداعی طواف کیا۔ عاجزانہ دعاؤں کے بعد وہاں سے رخصت ہوئے اور جب تک نگاہیں پڑتی رہیں۔ روح نے حمد و شکر سے سجدے کئے۔"

حرف آخر

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ حضرت مولانا غلام رسول راجیکی رضی اللہ عنہ اور والدین کی کی دعاؤں کی مہک میں خوشگوار محبتیں بانٹتے اور سمیٹتے زندگی گزر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیار سے نوازتا رہے۔ آمین۔

خاکسار اپنی اس اچھی ہم کار کے لئے شکر گزاری کے اظہار کی طاقت نہیں پاتی۔ فجزاھا اللّٰہ تعالیٰ احسن الجزا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08دسمبر 2022ء)

مضامین کے لنکس

- مسز ناصر کی کہانی، مسز ناصر کی زبانی (قسط اول)

https://www.alfazlonline.org/01/12/2022/73775/

- مسز ناصر کی کہانی، مسز ناصر کی زبانی (قسط دوئم و آخر)

https://www.alfazlonline.org/08/12/2022/74214/



ادارہ الفضل آن لائن کی کتب

1. اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال
2. ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر
3. جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار اور معیت الٰہی
4. ارشادات نور
5. کتابِ تعلیم
6. ذیلی تنظیموں کا تعارف اور ان کے مقاصد
7. مجدد دین اسلام۔ تعارف و کارہائے نمایاں
8. میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا
9. جماعت احمدیہ کا نظام خلافت

10. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد اول

11. حیات نورالدینؓ

12. دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے

13. قرآنی انبیاء

14. معلمین وقفِ جدید کے لئے مشعلِ راہ

15. جامع المناھج والاسالیب

16. مقام وعظمتِ خلافت

17. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد دوم

18. الفضل کی اہمیت، افادیت اور قلم کے استعمال کی ترغیب

19. مسز ناصر کی کہانی، مسز ناصر کی زبانی

20. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد سوم (زیر تکمیل)

21. واقعہ افک (زیر تکمیل)

22. اداریے بلحاظ ترتیب مضامین جلد اول (زیر تکمیل)

23. قرآنی سورتوں کا تعارف (زیر تکمیل)

24. بچوں کی تقاریر از فرخ شاد (زیر تکمیل)

25. ہجری شمسی مہینوں کا تعارف (زیر تکمیل)

*****